ربُ البشر

FreakingNews.com

سُمیرا حمید

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

www.Paksociety.com

سمیرا حمید

ربِّ البشر

"اللہ کی محبت مجوب ہے۔"

لبنان کے پہاڑی گاؤں کے سرنگ نما گھر کے اندھیرے کمرے میں بند سیبل پیاس کی شدت سے صحرا ہوتی جا رہی ہے۔ اس کے اندر کی بچی کچی رحم دلی اس صحرا میں کانٹے بن کر ابھر رہی ہے۔ لکڑی کا کواڑ بند ہے' کواڑ سے اگلا کواڑ بھی بند ہے۔ اس کا منہ کس کر باندھ دیا گیا ہے۔ وہ دمے کے مریض کی طرح کھانس کھانس کر اپنی جان دے دینا چاہتی ہے۔ اس کے خون میں نفرت حلول کرتی جا رہی ہے کہ اسے یہاں ایسے بے بس کر کے رکھا ہوا ہے۔

"جو ماں کے حصے سے بچ گیا تھا' وہ میرے حصے میں ڈال دیا گیا ہے۔ بے رحمی کا دروازہ ابھی بھی بند نہیں ہوا۔"

اس کا دل اس غم سے ناسور بن گیا اور خیال نے اس کے روم روم کو نئے سرے سے "نافرمان" کر دیا۔

"کاش ماں جان لیتی کہ خدا نے باقی ماندہ سزا کے لیے مجھے امریکہ سے یہاں لا پٹخا ہے۔ اپنے اس بندے کے ہاتھوں جو اس کی عبادت کرتا ہے' اس بندے کے

مکمل ناول

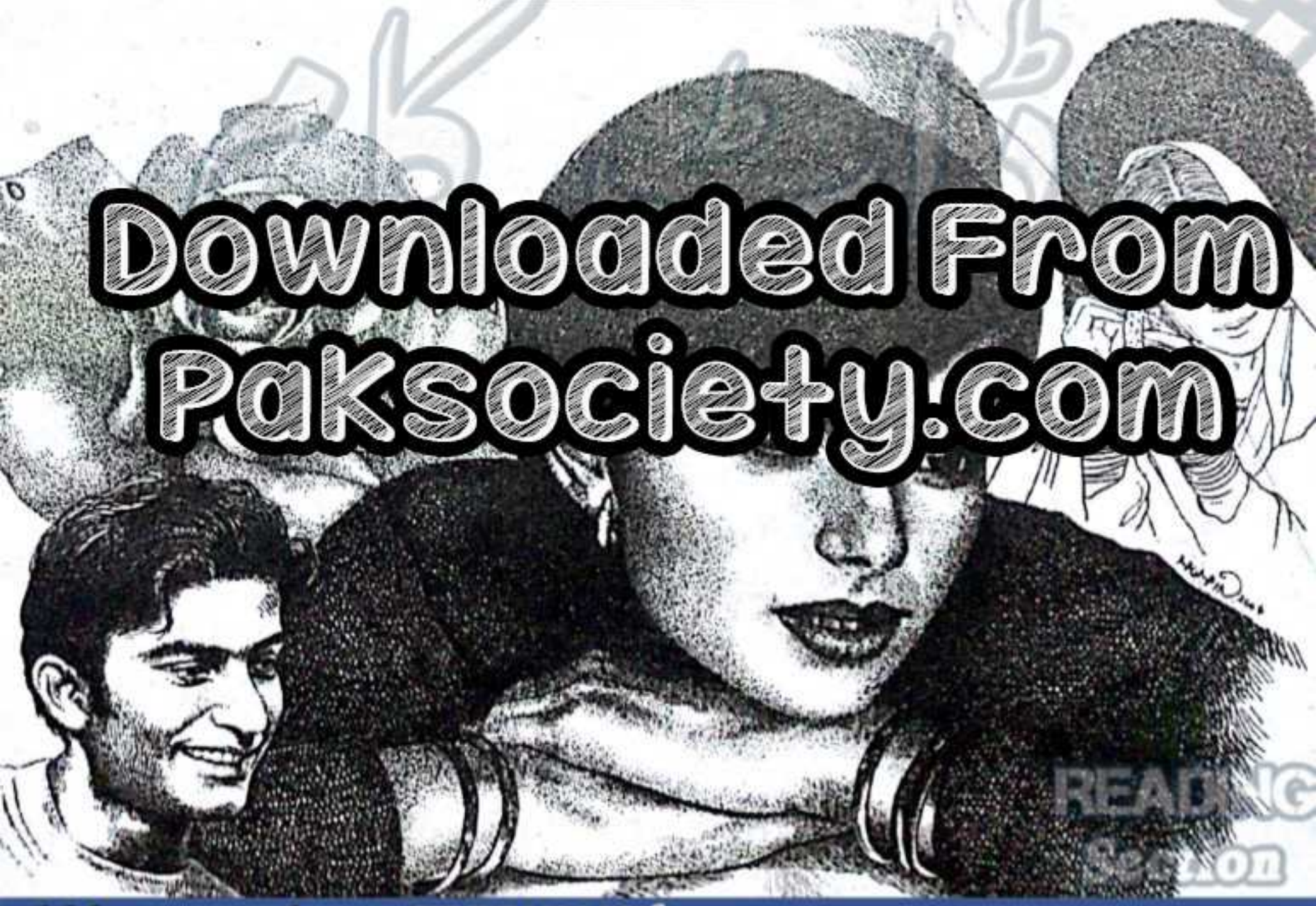

Downloaded From Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

لیے جو اسے فراموش کرنے کا گناہ کرتا ہے۔"

اس احساس نے یقین ہو کر اس کے اندر آگ لگا دی کہ وہ اس جگہ صرف اس لیے بند ہے' کیونکہ وہ موسی کی شان میں گستاخی کرتی رہی ہے۔ اس کے منہ پر تھپڑ مار چکی ہے' اسے ذلیل کرتی رہی ہے۔ وہ اسے یہاں اٹھا کر لے آیا ہے' کیونکہ وہ اس کا مذاق اڑاتی رہی ہے۔ اس پر لعنت بھیجتی رہی ہے۔

چٹائی پر اوندھی گری وہ شدید نفرت سے نبرد آزما تھی۔ اگر اس کے ہاتھ پیر آزاد ہوتے تو وہ دنیا کو بھسم کر دینے کا اہتمام کرتی۔ اگر اس کا منہ کپڑے میں کسا ہوا نہ ہوتا تو وہ بلند آواز میں چلا کر دنیا کو وحشت زدہ کر دیتی۔ اگر اس کے آس پاس صرف اندھیرا نہ ہوتا تو اس کے واویلے پر حشر برپا ہوتا۔

"اگر میں بددعا دے سکتی تو موسی کو دیتی کہ اس کے دل میں وہ آگ بھڑک اٹھے جو اسے موت سے آشنا تو رکھے لیکن موت عطا نہ کرے۔"

اپنے تنہا ہونے کے یقین نے اس کا سکون تہ و بالا کر دیا۔ نیند میں کئی بار اس کی آنکھ کھلی' کئی بار اس نے خود کو لبنانی گاؤں سے بروکلین میں پایا۔ اندھیرے کی زیادتی اسے بار بار جھنجوڑتی رہی۔

"ہم جو اچھے عمل کرتے ہیں وہ روشنی میں ڈھلتے جاتے ہیں' پھر یہ روشنی موت کے بعد ہمارے ساتھ رہتی ہے۔ سیبل موت کے بعد میرا سفر اندھیروں کی ہمراہی میں گزرنے والا ہے۔ میں کوشش کر کے بھی اپنے لیے روشنی اکٹھی نہیں کر سکی' لیکن تم تو ضرور کر لینا۔"

ماں روشن میوم لیے اس پر جھکی ہوئی کہہ رہی تھی' وہ ماں جو مر چکی تھی۔

☆ ☆ ☆

ماں...

امریکی شہر بروکلین میں طلوع ہونے والا سورج اس دن صبح سے ہی ایسے دل گرفتہ تھا جیسے اسے کسی قبر میں غروب ہونے کا حکم ملا ہو۔"

وہ گھر آئی تو ماں میز پر سر رکھے ایسے بیٹھی تھی جیسے وہ میز سے راز و نیاز میں مصروف ہو۔ چونکہ ماں کو ہر خاص و عام چیز سے راز و نیاز کرنے کی عادت تھی۔ اس لیے اس نے کسی قدر غصے سے ماں کا دیکھا۔ اسے ہر دوسری چیز کی طرح اپنی ماں سے بھی نفرت تھی۔ بلکہ اسے سب سے پہلی نفرت اپنی ماں سے ہوئی تھی۔ اس کا بس چلتا تو وہ خوماں کو گلا گھونٹ کر مار دیتی۔

کچن کاؤنٹر پر کھانا کھانے کے لیے پلیٹیں اور چمچہ تیار رکھے ہوئے تھے۔ کیا ماں اس انتظار میں تھی کہ وہ آئے اور وہ دونوں مل کر کھانا کھائیں۔ اس نے ایسا سوچا بھی کیسے کہ وہ اس کے ساتھ ایک ہی میز پر بیٹھ کر کھانا کھائے گی۔ کیا وہ بھول گئی کہ بیروت میں اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ اگر وہ بھول بھی گئی ہے تو وہ اسے یاد کرا دے گی۔

برتنوں نے بہت شور کیا مگر ماں نے سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ آج سے پہلے ایسا ہوا تو نہیں تھا کہ وہ گھر آتی تو وہ یوں میز پر سر رکھے اونگھ رہی ہوتی۔ کیا وہ اتنی ہی گہری نیند سو رہی تھی؟ جب سے وہ لبنان سے بھاگ کر امریکہ آئی ہے' وہ کبھی گہری نیند نہیں سو سکی' اس کا تو یہ ہی کہنا رہا ہے۔ پھر آج کیسے؟ آج وہ جاب پر بھی نہیں گئی؟ کیوں؟ اس کے ساتھ کھانا کھانے کے لیے!!

کھانا گرم کر کے' پلیٹ اٹھا کر سیبل اپنے کمرے میں آ گئی اور اپنے کمرے کی کھڑکی کے پٹ میں آڑی ترچھی بیٹھ کر کھانے لگی۔ دو گھنٹے بعد اسے گھر سے باہر جانا تھا۔ الارم لگا کر وہ سو گئی۔ اس کی آنکھ کھلی تو اس نے حیرت سے الارم کلارک کی طرف دیکھا۔ وہ بج رہا تھا اور ٹھیک پندرہ منٹ بعد بج رہا تھا۔ الارم ہاتھ میں لے کر اس نے غور سے دیکھا۔ اس نے تو دو گھنٹے بعد کا الارم سیٹ کیا تھا اور الارم پندرہ منٹ بعد ہی بجنے لگا تھا۔ اس نے الارم کلارک اٹھا کر دیوار پر دے مارا۔

"اس گھر کی ہر چیز بے کار ہے۔"

دوبارہ اسے نیند نہیں آ سکی۔ اپنی اسائنمنٹ کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

لیے اسے کچھ کتابیں چاہییے تھیں۔ اسے بک اسٹور اور لائبریری جانا تھا' ورنہ وہ رات تک سو سکتی تھی۔ وہ شاور لینے لگی۔ آدھے گھنٹے بعد شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر وہ اپنے بال خشک کر رہی تھی' جب دیوار سے زخمی ہو کر گرا ہوا الارم پھر سے بجنے لگا۔ اس بار اس نے الارم اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔

"اس گھر میں سب سکون برباد کرتے ہیں۔"

جب وہ نیچے آئی تو ماں میز پر سر رکھے ویسے ہی سو رہی تھی۔ اسے حیرت تو ہوئی لیکن ماں کے پاس رک کر پوچھنا کہ وہ میز پر سر رکھے کیوں سو رہی ہے' اس نے اپنی توہین جانا۔ ماں سے کلام نہ کرنے کا عہد وہ کر چکی تھی اور پوری ایمان داری سے اسے نبھا رہی تھی۔

وہ رات کو واپس آئی تو حیرت انگیز طور پر ماں وہیں میز پر اسی حالت میں بیٹھی تھی۔ گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس نے ہال کی بتیاں روشن کیں اور کھانے کی میز کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ کر ماں کو دیکھنے لگی اور پیر جھلانے لگی۔ میز کے عین سامنے کی دیوار کی کیل پر لٹکی لکڑی کے دانوں کی تسبیح ہل رہی تھی۔ کھڑکیاں بند تھیں' ہوا تھی نہ کوئی ارتعاش' پھر وہ تسبیح کیوں ہل رہی تھی؟

"کیا واقعی اس گھر میں میری کی روح بھٹکتی ہے۔" اس نے تمسخر سے سوچا۔

وہ کچن میں آئی اور اس بار اس نے برتنوں کا استعمال پر شور انداز سے کیا۔ پلیٹ کو گر جانے دیا' گلاس ٹوٹ جانے دیا' چمچے کو پین میں زور سے پٹخا' پھر بھی ماں کا سر میز سے نہیں اٹھا۔

"تو یہ چاہتی ہے کہ میں اسے پکاروں' اس سے بات کروں۔ ہونہہ! ڈرامہ کر رہی ہے۔" کھانا نکال کر وہ اوپر چلی گئی۔ کتابیں کھول کر اپنے سامنے پھیلا لیں' لیکن پھر کتابوں کے صفحے الٹتے اسے بے انت ٹھنڈک کا احساس ہوا۔ اسے لگا کہ کوئی بدروح اس کے پاس کھڑی اس کی گردن میں اپنے دانت گاڑ رہی ہے۔ وہ بھاگتی ہوئی نیچے آئی۔

"ماں!" اس نے تھوڑا جھنجھلا کر کہا' لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ کیل پر لٹکتی تسبیح ابھی بھی ہل رہی تھی۔ وہ ماں کی پشت سے اس کے سر کی طرف جھکی اور یک دم دہشت زدہ ہو کر تیزی سے پلٹی کہ کچن کاؤنٹر پر رکھے کئی برتنوں سے ٹکرا گئی۔ خون کی ایک باریک لکیر ناک سے نکل کر میز پر گر کر جم چکی تھی۔

اس نے آگے بڑھ کر ماں کے کندھے کو ہلایا اور پھر اپنے ہاتھ کو اس کی ناک کے قریب رکھا۔ جس تیزی سے چیخ اس کے منہ سے نکلی تھی' ایسے ہی اس کے پیروں سے جان نکلی۔ پہلے وہ میز کے قریب زمین پر گری' پھر وہ گرتے پڑتے میز سے دور ہوتی گئی۔

"عدینہ مر گئی۔۔۔"

وہ اتنا سہم جائے گی' اسے اندازہ نہیں تھا۔

"میں ایسے مرنا چاہتی ہوں کہ میں ہوں اور خدا۔۔۔ میری موت کی خبر میرا جسم تو دے' لیکن میری روح نہیں۔ اپنی موت میں مکمل تخلیہ میں چاہتی ہوں۔"

"ماں چلی گئی۔" سمبل نے اٹھنے کی کوشش کی اور دیوار کا سہارا لینا چاہا' لیکن وہ اٹھ نہیں سکی۔ اس نے

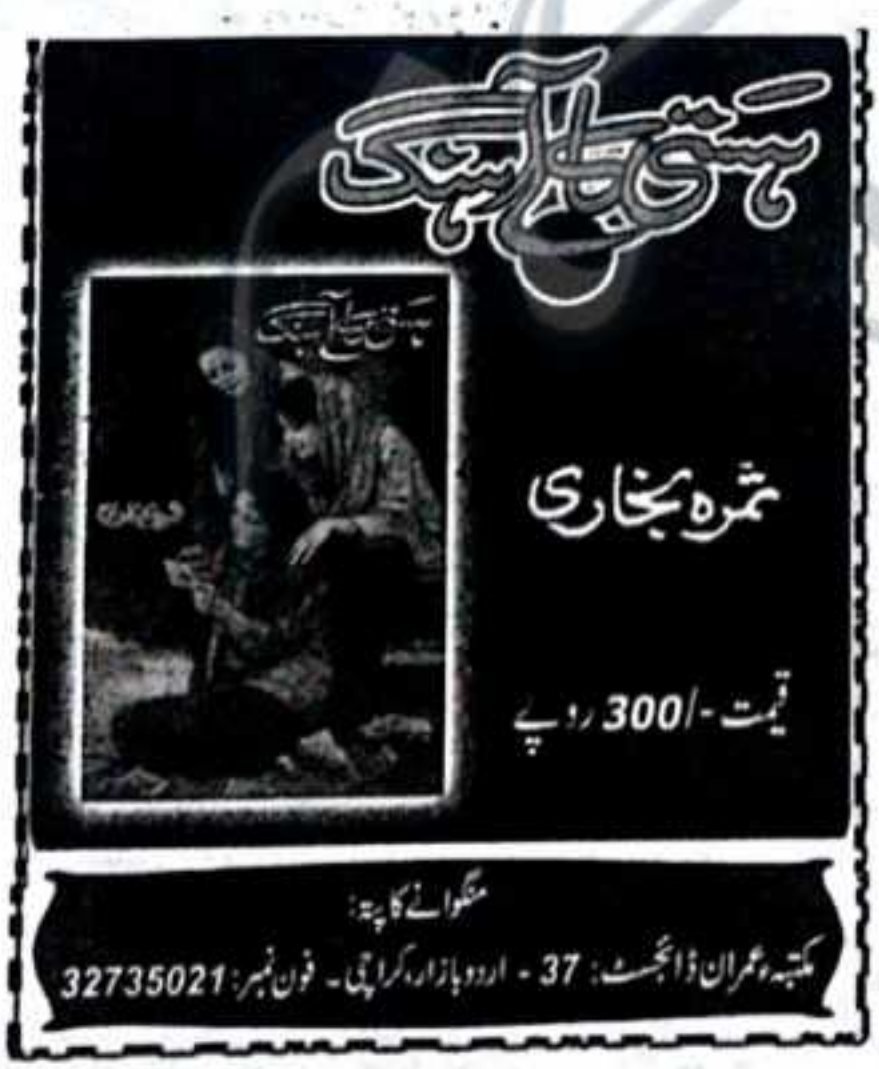

منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ: 37 - اردو بازار، کراچی۔ فون نمبر: 32735021

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سر اٹھا کر دیکھا' تسبیح اوپر کیل پر موجود تو تھی' لیکن پیشانی کے محراب کی طرح جامد تھی۔ اس ساری دھوکہ دہی پر اس کا جی کھول گیا اور غصے کی زیادتی اور نفرت کی تیزی کی وجہ سے وہ اٹھ کر میز کی طرف آئی۔ سفید بالوں کی لٹیں جو میز کے تختے پر بکھری تھیں کو اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے پرے کیا اور آنکھوں کو دیکھنا چاہا' آنکھیں بند تھیں۔

"دنیا کے نظاروں سے میرا دل اوب چکا ہے۔ جب دوسری دنیا میں میری آنکھیں کھلیں تو ان میں وہ بینائی نہ ہو جو میں اس دنیا میں رکھتی تھی۔ جو کچھ میں اس دنیا میں دیکھ چکی ہوں' وہ میں اس جہاں میں جاتے ہی بھول چکی ہوں۔"

اب جب اس کی موت کی تصدیق وہ کر ہی چکی تھی تو اس نے اپنی ہمت کو نئے سرے سے مجتمع کیا اور عدینہ کے سر کو اٹھا کر کرسی کی پشت سے لگانا چاہا۔ اس مقصد کے لیے جب اپنا ہاتھ اس نے ماں کو سر کو اٹھانے کے لیے بڑھایا تو اس کا ہاتھ کسی کاغذ سے ٹکرایا۔ اس نے سر کے نیچے ہاتھ ڈال کر کاغذ باہر نکال لیا۔

"کاش خدا کو دھوکا دیا جاسکتا۔ کاش اس سے جھوٹ بولا جاسکتا۔ میری کتنی خواہش ہے کہ میں خدا کے سامنے سوانگ بھر کر جاؤں اور وہ میرا یقین کرلے۔ میں کاغذ پر اس کا نام لکھوں اور اسے اپنے اعمال نامے پر سب سے اوپر رکھ دوں اور پھر اس کے ہر سوال پر میں یہ کاغذ اٹھا کر اس کے سامنے کردوں کہ یہ ہی میرا جواب ہے۔ میں تو صرف اسے ہی جانتی ہوں' میں نے اسے ہی پڑھا ہے' اسے ہی دیکھا ہے۔ اسے ہی سنا ہے۔ کاش سیبل ایسا ہو جائے' کاش میں اسے دھوکا دے سکوں' کاش صرف ایک کاغذ میرا اعمال نامہ ہو۔ اے اللہ۔۔۔"

عدینہ کے ہاتھ سے لکھا۔ "اللہ" اب سیبل کے ہاتھ میں تھا۔

"زندگی جس کے حکم سے قائم ہوتی ہے' موت بھی اسی کے حکم سے واقع ہوتی ہے۔ صرف یہ ہی وہ دو حکم ہیں جن کی تکمیل ہم بلاچون وچرا کرتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو سیبل کے ہم باقی کی ادائیگیوں میں بھی ایسے ہی بے مثال ہوں۔"

وہ کچن میں گئی اور برتن اٹھا اٹھا کر دیکھنے اور سونگھنے لگی۔ کیا ماں نے خودکشی کی ہے' زہر پیا ہے۔

"میں بہت پہلے خود کو ختم کرلیتی' اگر مجھے معلوم نہ ہوتا کہ زندگی سے انحراف خدا کو کس قدر سخت ناپسند ہے۔ انسان کے کھاتے میں یہ گناہ اسے گوارا ہی نہیں۔"

وہ صوفے پر بیٹھ گئی اور فون ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اسے عدینہ کی موت کی اطلاع دینی تھی۔ اسے اپنے پڑوس میں جانا تھا۔ پھر وہ اوپر جا کر سو جائے گی۔ اگلے دن کفن دفن کے لیے اسے قبرستان جانا ہوگا' پھر وہ کالج چلی جائے گی۔

"موت خدا سے قرب کا امکان ہے' لیکن جو دنیا میں خدا کے قرب کی خاک نہ پاسکے' موت اس کے لیے انعام نہیں۔"

اس نے ڈاکٹر کو فون کیا' پھر مسٹر اینڈ مسز پام پیکی کے گھر جانے کے لیے گھر کے دروازے سے باہر نکلی۔ اس کی اس کارروائی سے بے نیاز عدینہ میز پر ویسے ہی سر رکھے سو رہی تھی۔

"صرف میرا دل جانتا ہے کہ میں نے کسی محبوب کی طرح موت کا انتظار کیا ہے۔ صرف میں یہ جانتی ہوں کہ ہر رات کو میں نے اپنی آخری رات سمجھا ہے۔"

وہ مسٹر پام پیکی کے گھر کے دروازے کے باہر کھڑی تھی۔

"اندر آجاؤ سیبل' میں کھانا لگا رہی ہوں۔" مسز پام پیکی دروازہ کھول کر فوراً" اندر چلی گئیں۔ وہ پیچھے کھڑی رہ گئی۔

"سیبل!" اندر سے مسز پام پیکی کی آواز سنائی دی۔ وہ اس کا اندر انتظار کر رہی تھیں پھر انہیں باہر آنا پڑا۔

"تم اندر کیوں نہیں آرہیں؟" وہ اس کے ایسے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کھڑے رہنے پر حیران تھیں۔
"ماں جا چکی ہے۔"
پلیٹ کو نیپکن سے صاف کرتے مس پام پیکی کے ہاتھ رک گئے۔
گھر آتے ہی وہ سیدھی اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی اور کمرے کا دروازہ لاک کر کے بیڈ پر آکر سو گئی۔ ساری رات وہ سوتی رہی۔ البتہ دو بار اس کی آنکھ کھل گئی۔ ایک بار اس نے کھڑکی میں میری کو کھڑے دیکھا اور دوسری بار میری اور عدینہ دونوں کو۔ باقی سارا وقت وہ سوتی رہی۔
"وہ رات لمبی بھی تھی اور ٹھنڈی بھی۔"
صبح اٹھ کر اس نے شاور لیا۔ اس کے کمرے کے دروازے پر مسز پام پیکی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی چٹ چسپاں تھی، جس پر انہوں نے کفن دفن کے بارے میں لکھا تھا اور یہ کہ وہ ان کے گھر آکر ناشتا کر لے۔ تیار ہو کر جب وہ ناشتا کرنے کے لیے مسز پام کے گھر جا رہی تھی تو نیچے کھانے کی میز پر ماں ویسے ہی میز پر سر جھکا کر بیٹھی تھی، فرق صرف اتنا تھا کہ اس نے "سفید کپڑے" پہن رکھے تھے۔
"وہ دن تسلیم شدہ تھا اس انجام کے ہاتھوں، جسے ابتدا سے ہی طے کر دیا گیا تھا۔"

☼ ☼ ☼

تابوت میں اس نے اس کاغذ کو رکھوا دیا تھا، جس کے لیے ساری عمر اس کی ماں تڑپتی رہی تھی۔ جس پر سر رکھ کر وہ مر گئی تھی۔ جس کی خاموشی نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔ جس سے وہ ڈرتی تھی۔ جس سے منہ چھپانے کے لیے اس نے ہر اہتمام کیا۔ جس کے لیے اس نے سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ پھر بھی وہ اسے نہیں ملا... اللہ...
"جو مشکل سے بھی نہ ملے، اسے آسانی سے چھوڑ دینا چاہیے ماں۔"
"تمہیں ایسی بات نہیں کرنی چاہیے سیبل، مجھے خود سے خوف زدہ نہ کرو۔ جس دائرے سے میں نکل چکی ہوں، اس دائرے میں، میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔ اگر اولاد صالح ہو تو وہ اگلے جہاں میں والدین کے لیے آسانیوں کی وجہ بنتی ہے۔"
"والدین صالح نہ ہوں تو اولاد کیسے ہو گی ماں۔ کچھ انسان تاریخ دہراتے ہیں اور کچھ گناہ..."
"تمہیں گناہ کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیے سیبل، اللہ کو یہ پسند نہیں..."
"آپ کو بھی اللہ کی پسند ناپسند کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیے... اللہ کو آپ پسند نہیں۔"
"میں اسے پسند نہیں بھی ہوں تو بھی میں اسی کا بندہ رہوں گی۔ میرے پاس یہ اعزاز ہمیشہ رہنے والا ہے۔"
"اعزاز کتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو ماں... وہ انعام نہیں ہوتا۔"
"جو اعزاز اللہ کی طرف سے ہو، اس سے بڑھ کر کوئی انعام نہیں ہوتا سیبل..."
"میری ماں ان ہی اعزازوں اور انعاموں کے لیے پاگل ہو گئی۔ وہ جس چیز پر یقین رکھنے کے لیے مجھے کہتی اس پر اپنا ہی یقین کھو دیتی۔ پتا نہیں یہ کون سا کیڑا ہے جو انسانوں میں رینگ آتا ہے اور وہ اللہ اللہ چلانے لگتے ہیں۔ میں نے نفرت کی ہے ایسے لوگوں سے... میں نفرت کروں گی ایسے لوگوں سے..." قبرستان سے آنے کے بعد اس نے اپنی ویڈیو بلاگنگ کی۔
"یوں اللہ اللہ چلانے والے ابنارمل لوگوں سے میں بے زار ہوں۔ یہ اپنا جینا تو حرام کرتے ہی ہیں، ساتھ دوسروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔ میں ابھی ایسی ہی ماں کو قبرستان چھوڑ کر آئی ہوں۔ اب مجھے گھر کا کچھ حساب کتاب دیکھنا ہے۔ ماں کی ڈائری کا کہنا ہے کہ ان کی محفوظ کی گئی رقم میرے کام آجائے گی۔ انہوں نے ڈائری میں میرے لیے کافی ہدایات لکھی ہیں۔ یعنی انہیں اپنی موت کا علم تھا؟ جس عورت کو ساری زندگی اپنی معافی کا علم نہیں ہو سکا، اسے اپنی موت کا کیونکر علم ہو سکتا ہے؟ جس پر زندگی مشکل سے بھی مہربان نہیں ہوئی، موت آسانی سے کیسے مہربان ہو گئی؟ وہ لمبا عرصہ زندہ رہنے کا عذاب بھگتتی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رہی، پھر اس نے موت کی صورت رحم کی چاہ ہی کیوں کی؟"

☆ ☆ ☆

"رحم۔۔۔" میری وہ دوا ہے جسے حاصل کرنے کے لیے میں کچھ بھی کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"میں سمجھی نہیں ماں۔۔۔!"

"سمجھ جاؤ گی، یہ بتاؤ سیبل! کیا تم میرا ایک کام کر سکتی ہو؟"

"آپ مجھے اسکول کا ہوم ورک کرنے کے لیے نہیں کہیں گی۔ میں ہفتے کے چھ دن یہ کام کر کے تھک جاتی ہوں، آج چھٹی ہے۔"

"یہ اسکول ورک نہیں، نام ورک ہے، کرو گی نا؟"

"ماں! میرے کلاس فیلوز کہتے ہیں کہ آپ کی شکل وچ (جادوگرنی) سے ملتی ہے۔"

"ہر گناہ گار کی شکل وچ سے ملتی ہے۔ گناہ وہ جادو ہے جو ہماری شکلیں بگاڑ دیتا ہے۔ مجھے خوشی ہے میری اصلیت نمایاں ہو رہی ہے۔ جس آنکھ سے فرشتے مجھے دیکھتے ہیں، اسی آنکھ سے بچے مجھے دیکھ رہے ہیں۔"

"مجھے برا لگتا ہے، میں یہ برداشت نہیں کر سکتی۔"

"مجھے یہ برداشت ہے۔ مجھے وچ کہلائے جانے پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ ایک بہتر نام ہے۔"

"میں تو ان کی ماں کو وچ نہیں کہتی، جبکہ مجھے بھی ان کی شکلیں پسند نہیں۔"

"تمہیں خاموش رہنے کی عادت اپنانی چاہیے۔ تم بڑی ہو جاؤ گی تو سب سمجھ جاؤ گی۔"

"آپ بڑی ہیں، آپ سب سمجھ چکی ہیں؟"

"میں بری ہوں اور اسی لیے میں سب سمجھ چکی ہوں۔ کیا تم جانتی ہو کہ میں بیمار ہوں؟"

"نہیں۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔"

"میں بہت بیمار ہوں سیبل، بہت زیادہ۔۔۔"

"آپ کو ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے۔"

"ڈاکٹر کے پاس ہی جانا چاہتی ہوں، لیکن مجھے بہت شرم آتی ہے۔ میرا دل خوف سے کپکپانے لگتا ہے۔ میرا ڈاکٹر مجھے سب کچھ کرتے دیکھ چکا ہے۔ اب اس کے سامنے کس منہ سے جاؤں سیبل؟"

"آپ مجھے ساتھ لے کر جائیے گا۔ آپ کو ڈر نہیں لگے گا۔"

"میں تمہیں اس کے سامنے بھیجنا چاہتی ہوں۔"

"آپ کو بھی جانا ہو گا ناماں۔۔۔ آپ ٹھیک نہیں ہونا چاہتیں کیا؟"

"چاہتی ہوں، ٹھیک ہی تو ہونا چاہتی ہوں، ٹھیک کرو گی مجھے؟"

"میں آپ کو ٹھیک کرنے کے لیے سب کروں گی۔ میں ڈاکٹر کے پاس جاؤں گی۔ آپ کے لیے دوا لے کر آؤں گی۔"

عدینہ نے اس کے سر پر اسکارف باندھ دیا اور پھر اس کے ہاتھ دعا کی صورت اٹھا دیے۔

"کہو، اے اللہ میری ماں عدینہ کو معاف کر دے۔"

"اے اللہ ماں کو معاف کر دے۔"

"اس عدینہ کو جس نے اپنے شوہر کے منہ پر کالک تھوپی اور اپنے بچوں کو ذلت کی زندگی گزارنے کے لیے تنہا چھوڑ دیا۔ اللہ معاف کر دے کہ اس نے اپنے باپ کی عزت کے سب ہی پردے چاک کیے اور ماں کی شفقت سے بھرے سب ہی جام الٹ دیے۔"

"ڈاکٹر اللہ معاف کریں ماں کو۔۔۔" سیبل دہرانے لگی۔

"اور کہو۔" اے اللہ میری ماں نے یعقوب کے ساتھ کیے گئے عہد میں خیانت کی۔۔۔ خیانت کی۔۔۔ خیانت کی۔۔۔ وہ ایمان داری سے اپنی اس خیانت کو تسلیم کرتی ہے۔ اور خدا سے "معافی" کی درخواست کرتی ہے۔

"ماں آپ سے معافی کی درخواست کرتی ہے اللہ، ماں کو رحم کی دوا دے دے۔"

"یامین کے لیے اس نے سب کو بھلا دیا۔ یامین کے لیے اس نے سب کو چھوڑ دیا۔ اے اللہ اب تو اسے نہ بھلا دینا۔ اب تو اسے نہ چھوڑ دینا۔"

"میری ماں کو چھوڑ نہ دینا اے اللہ۔۔۔ میری ماں کو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

مت بھولیے گا..... پلیز....." سہیل نے سب دہرا دیا۔

چھوٹی عمر سے اس نے یہ سب باقاعدہ دہرانا شروع کر دیا۔ پھر اسے یہ ہر رات کرنا پڑتا۔ اکثر دن میں اور رات میں تو کئی کئی بار..... اسے ہر چاکلیٹ' کیک' آئس کریم' گڑیا' کپڑے' جوتے اور ایسی ہی دوسری چیزیں حاصل کرنے سے پہلے ماں کو یہ "دعا" مہیا کرنی پڑتی۔ راتوں کو گہری نیند سے بے دار ہونا پڑتا' ماں کی گود میں بیٹھنا پڑتا' سر پر اسکارف باندھ کر' ہاتھ اٹھا کر دہرانا پڑتا۔

"مجھے بہت خوف آ رہا ہے سہیل! دعا کرو۔ خدا سے اپنی ماں کے لیے رحم کی التجا کرو۔" رات کے کسی پہر ماں اسے جگا کر سینے سے لگا لیتی۔

رات کے اسی پہر وہ خدا سے ماں کے لیے رحم کی التجا کر دیتی۔

"میری قبر میں بہت اندھیرا ہے' میں نے ابھی دیکھا ہے۔ میرے لیے روشنی لے آؤ سہیل!"

دعا کر کے وہ ماں کے لیے روشنی مانگ لیتی۔

"میں روز حشر سے بھاگتی پھر رہی ہوں۔ منہ چھپانے کے لیے مجھے کچھ میسر نہیں۔ میری پردہ پوشی کے لیے ہاتھ اٹھاؤ سہیل....."

"وہ ماں کی پردہ پوشی کے لیے ہاتھ اٹھا دیتی۔ دس سال کی عمر تک وہ اس ڈیوٹی کو دردِ سر کی طرح دہراتی رہی۔ وہ چڑ جاتی' غصہ کرتی' ماں سے تکرار کرتی' کمرے میں بند ہو جاتی' چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینکتی' گھر سے باہر چلی جاتی ورنہ اپنا منہ سی لیتی۔"

"بس کرو ماں! میں تھک گئی ہوں۔"

"تم نے وعدہ کیا تھا' تم میرے لیے ڈاکٹر کے پاس جاؤ گی' تم میری دوا لے کر آؤ گی۔" ماں تڑپ تڑپ کر اس کے سامنے روتی۔

☆ ☆ ☆

"روشنی اگر کہیں تھی تو وہ اندھیرے کی دہلیز کے اس پار کھڑی تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔"

لکڑی کا کواڑ کھول کر ام ہانی اندر آئی۔ موم بتی کو اس نے ایک طرف رکھ دیا اور جھک کر اسے دیکھنے لگی۔ نقاہت سے سہیل نیم جان تھی۔ اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر' اس کے منہ پر بندھے کپڑے میں انگلی پھنسا کر وہ پانی کی دھار کو اس کے منہ کے اندر ٹپکانے لگی۔ پانی منہ میں تو کیا جاتا' البتہ اس کے سارے کپڑے بھگو گیا۔ جلدی سے پہلے اس نے خشک کپڑے سے پانی صاف کیا' پھر وہ گیلے کپڑے سے اس کا منہ صاف کرنے لگی۔ یہ یہاں اس کا دوسرا دن تھا۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آئی اور اسے اٹھا کر دیوار کے سہارے بٹھا دیا۔

"تمہیں بھوک لگی ہوگی' میں تمہارے لیے کھانا لائی ہوں۔ میں پہلے بھی آئی تھی' لیکن تم اٹھنے کے لیے تیار ہی نہیں تھیں۔"

سہیل نے غصے سے سر کو جھٹکا اور بڑھ کر اسے اپنے سر کی ٹکر مارنی چاہی لیکن وہ اس کی پہنچ سے دور چلی گئی۔

"میں تو تمہیں صرف کھانا کھلانا چاہتی ہوں۔" وہ بے چارگی سے اسے دیکھنے لگی۔

سہیل نے اسے ٹکر مارنے کا خیال دل سے نکالا نہیں۔

"تمہارا غصہ مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ کیا میں ظالم ہوں۔ میں بے چین ہو جاتی ہوں۔"

اس کی گردن میں اپنے دانت گاڑ کر سہیل اسے بتا سکتی تھی کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون.....

"مجھے موسیٰ کا انتظار تھا' لیکن وہ آج بھی نہیں آیا۔ تم کھانا کھا لو۔" چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر وہ اس کے منہ میں ڈالنے لگی اور شہادت کی انگلی کی طرح اس نے دوسری انگلی کو بھی اپنے دانتوں میں اس سختی سے لے لیا کہ اگر وہ انگلی کٹی نہیں تھی تو بھی ساری زندگی کے لیے بے کار ہو چکی تھی۔

اس بار ام ہانی کھڑی ہو کر اپنی انگلی دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ "تمہاری شکر گزار ہوں میں....." کہہ کر وہ کتنی ہی دیر تک کچھ اور نہیں بول سکی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ کوئی انجان لڑکی آئے گی اور وہ مجھے میرے گناہ یاد کروائے گی۔ ایسے لوگ خاص ہوتے ہیں۔ تم بھی میرے لیے خاص ہو۔" اتنا کہہ کر اس نے برتن سمیٹے اور موم بتی لے کر چلی گئی۔

ام ہانی کے خون کا ذائقہ اس کے دہن میں اترنے لگا۔ تو اس نے انسانی خون بھی پی ہی لیا۔ موسی کی بہن کا تو موسی کا کیوں نہیں۔ اچھا ہوتا اگر وہ موسی کے منہ ہی نہ لگتی۔ چھوٹے شہروں اور گاؤں کے لوگ بہت شدت پسند ہوتے ہیں۔ یہ جتنے اچھے ہوتے ہیں' اتنے ہی اوچھے۔ جتنے مومن اتنے ہی کافر۔۔۔

وہ ایک ہفتہ پہلے فریڈرک کے ساتھ لبنان کے پہاڑی گاؤں کزائیہ آئی تھی۔ گو اسے لبنان سے نفرت ہو چکی تھی' کیونکہ یہیں سے اس کی ماں اپنے گھر والوں کو ذلیل کر کے بھاگی تھی اور یہیں سے اسے بھی لاتیں گھونسے مار کر بھگا دیا گیا تھا' لیکن فریڈرک کو اپنے کام کے لیے یہاں آنا تھا اور سیبل اسے آنے سے روک نہیں سکتی تھی۔ وہ خود کو بھی اس کے ساتھ آنے سے روک نہیں سکی تھی۔ ایک وہی تو تھا جسے وہ اپنے ساتھ رکھنا چاہتی تھی۔

"تم مجھے بور کر رہے ہو' کہاں لے آئے ہو مجھے؟"

"تم نے وعدہ کیا تھا' تم کوئی سوال نہیں کرو گی۔"

"میرا خیال تھا تم بیروت شہر میں رہو گے' پر تم تو ان پہاڑوں میں آ گئے ہو۔"

"میرا کام ان ہی پہاڑوں میں ہے۔۔۔"

"ایسے ترقی یافتہ وقت میں پہاڑ ابھی بھی کام دیتے ہیں۔۔۔" وہ ہنس دی' لیکن وہ خاموش رہا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے کہاں خاموش رہنا ہے۔ یہ اس کی اچھی عادت تھی جو اس وقت بری ہو جاتی' جب سیبل اسے سننے کے لیے بے تاب ہو جاتی تھی۔ اس نے ساری زندگی اپنی ماں کی باتیں اتنی زیادہ سنی تھیں کہ اب وہ کسی اور کو سننا چاہتی تھی۔ جبکہ فریڈرک کبھی کبھی اتنا خاموش ہو جاتا تھا کہ سیبل کو باقاعدہ اس سے درخواست کرنی پڑتی تھی کہ وہ چند جملوں کو استعمال کرنے کی زحمت ضرور کرے اس سے اسے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔

وہ مسکرا دیا۔ "نقصان مجھے ویسے بھی کبھی نہیں ہو گا۔"

"تھوڑا بہت نقصان تو ہم سب کو کہیں نہ کہیں ہو ہی جاتا ہے۔"

"مجھے نہیں ہو گا۔ میں اپنے نقصان کو فائدے میں بدلنا جانتا ہوں۔"

"میں بھی سیکھنا چاہوں گی ایسا کرنا۔"

"اس کے لیے تمہیں میرے ساتھ رہنا ہو گا۔ میں باقاعدہ لیکچر نہیں دوں گا۔ تمہیں خود مجھے نوٹس کرنا ہو گا' ٹھیک ہے؟"

"ٹھیک ہے۔۔۔" اس نے قہقہہ لگایا۔

وہ اس کا کالج فیلو تھا' جس سے اس کی تھوڑی بہت ہیلو ہائے تھی۔ ماں کے مرنے کے بعد ایک دن وہ اس کے پاس آیا اور پوچھنے لگا۔ "ٹھیک ہو نا تم سیبل؟"

"ہاں!" اس نے فوراً" کہا۔ اسے اس کا یوں آنا اور ایسے پوچھنا بہت اچھا لگا تھا۔ پھر وہ خود اس کے پاس جانے لگی۔ وہ چائے' کافی ایک ساتھ پینے لگے۔ ایک دو بار وہ اس کے ساتھ لنچ پر بھی گئی تھی۔ کسی لڑکی نے اس سے پوچھا۔ "کیا تم فریڈرک کو ڈیٹ کر رہی ہو۔" تو اس نے تردید نہیں کی تھی۔ وہ اسے پسند کرنے لگی تھی' جسے کم ہی لوگ پسند کرتے تھے۔

فریڈرک کے بارے میں سب جانتے تھے کہ وہ اپنے سوتیلے باپ کی وجہ سے چھوٹی عمر سے ہی گھر سے بھاگ آیا تھا۔ البتہ کچھ کا کہنا تھا کہ اس نے اپنی سوتیلی بہن کو اتنا زیادہ زخمی کر دیا تھا کہ اسے گھر سے نکال دیا گیا۔ اسے کالج سے بھی نکال دیا جاتا' اگر وہ کچھ لوگوں کی ہمدردیاں نہ خرید چکا ہوتا۔ وہ کیا کام کرتا ہے' اس بارے میں کافی طالب علم کافی کچھ جانتے تھے۔ خاص کر یہ وہ منشیات فروش ہے اور خفیہ طور پر خاص لوگوں کی جاسوسی کرتا ہے' پھر انہیں بلیک میل کرتا ہے۔ ایک دن سیبل نے مذاقاً" اس سے پوچھ لیا۔

"کیا واقعی میں تم ڈرگ سپلائیر ہو؟"

"ہاں!" اس نے اطمینان سے کہا۔

"تمہیں ڈر نہیں لگتا؟" سیبل کو حیرت ہوئی بھی تو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

اس نے ظاہر نہیں کیا۔

"کیسا ڈر...؟"

"پولیس سے... موت سے...؟"

"پولیس کو میں دوست رکھتا ہوں اور موت میں اپنی جیب میں رکھ کر گھومتا ہوں۔"

"تم جیل چلے جاؤ گے؟"

"جیل جانا میرے لیے اچھا رہے گا' میرا کاروبار بڑھے گا اور میں نامی گرامی ڈیلر بن جاؤں گا۔"

"لیکن ڈرگز ہی کیوں؟"

"ڈرگز ہی کیوں نہیں؟"

"اس پر پابندی ہے۔"

"تمہیں معلوم ہے کتنے لوگ اسے یوز کرتے ہیں؟ جب اس کے اتنے زیادہ یوزر ہیں تو ہم اس کا باقاعدہ بزنس کیوں نہیں کر سکتے۔ مجھے اس کے استعمال پر لگی پابندی کی سمجھ نہیں آتی۔ جب یہ کسی بھی سوفٹ ڈرنک سے زیادہ استعمال کی جاسکتی ہے تو اسے سوفٹ ڈرنک کی طرح سیل کیوں نہیں کیا جاسکتا۔"

"تم بلیک میلنگ بھی کرتے ہو؟"

"کبھی کبھی تبدیلی کے لیے..." ہنس کر اس نے سر کو پیچھے کی طرف جھٹکا۔

"تمہیں یہ ڈر نہیں ہے کہ میں کسی کو بتا دوں گی؟"

"نہیں!" وہ ہنسا... "تم بھی میرے جیسی ہو سبیل۔ مجھ جیسی نہ ہوتی تو میرے ساتھ بھی نہ ہوتی۔"

"کیسی ہوں میں...؟"

اس نے قہقہہ لگایا۔ "تمہیں بھی ہر ایک سے' ہر چیز سے نفرت ہے۔ میری طرح تمہیں بھی کسی کی پروا نہیں ہے' قانون کی... مذہب کی... اور... خدا کی بھی..."

"خدا کی بھی..." اس نے زیرلب دہرایا۔

"ہاں خدا کی بھی... کیا میں نے غلط کہا؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

نہیں! اس نے اپنی ماں کی سرگوشیوں سے جان چھڑا کر کہا۔

ایک صرف فریڈرک ہی ایسا تھا' جس کے ساتھ وہ بہت مطمئن رہتی تھی۔ وہ آزاد خیال اور جرأت مند تھا' تو وہ بھی ایسی ہی ہونا چاہتی تھی۔ اسے اس سے اپنا ماضی چھپانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اسے یہ ڈر بھی نہیں رہتا تھا کہ وہ اسے خبطی ہونے کا طعنہ دے گا۔ وہ اس کی باتوں پر کیوں اور کیسے جیسے سوال نہیں اٹھاتا تھا۔ کالج میں نشر ہونے والا اپنا ویڈیو کلپ اس نے ایک دن اسے دکھانا چاہا۔

"تم نے دیکھا ہے اسے؟" وہ پوچھ رہی تھی۔

"میں نے ضرورت نہیں سمجھی سبیل..." کینٹین کی میز کے اوپر بیٹھے اپنی انگلیوں کو اس کی تھوڑی سے گال تک لے جاتے اس نے کہا۔

"تم اب دیکھ سکتے ہو۔"

سبیل کا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے تھپکا۔ "دیکھو سبیل! یہ تمہاری زندگی ہے اور تمہارا اس زندگی پر پورا پورا حق ہے۔ تم وہ سب کرو' جو کرنا چاہتی ہو حتی کہ اگر تم کسی کو قتل کرنا چاہتی ہو تو وہ بھی کرو۔ یہ مت سوچو کہ دوسرے کیا کہیں گے' قانون کیا کہتا ہے۔ کوئی بھی قانون ہم سے ہمارا حق نہیں چھین سکتا۔ ہماری خوشی پر ہماری پسند کا اطلاق ہونا چاہیے بس..."

"تم میری خوشی کے لیے کیا کر سکتے ہو؟"

"میں تمہاری خوشی کے لیے کچھ نہیں کروں گا' البتہ اگر تم میری خوشی ہو تو میں بہت کچھ کر سکتا ہوں۔"

"تم خود غرض ہو..."

"تم بھی ہو جاؤ... زندہ رہو اپنی پوری سانسوں کے ساتھ' آدھی پابندیوں اور پورے قانون کے ساتھ نہیں۔"

وہ اس کی بات اچھی طرح سے سمجھ چکی تھی اور اسے بھی... دونوں میں ایک چیز مشترک تھی کہ اگر وہ اپنی ماں کا ذکر کرنا پسند نہیں کرتی تھی تو اسے بھی اپنی ماں کا تذکرہ پسند نہیں تھا۔ وہ آج کی بات کرتا تھا' آج ہی کی۔ وہ گزرے کل اور آنے والے کل کی بات

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

سوچنے اور سننے کا قائل ہی نہیں تھا۔ اسے یہ تک گوارا نہیں تھا کہ اس سے پوچھا جائے کہ کل وہ کیا کر رہا ہے۔ پہلے سیبل اس کے ساتھ ساتھ رہا کرتی تھی' پھر وہ سیبل کو اپنے ساتھ ساتھ رکھنے لگا تھا۔ ایک دن شاپنگ کے دوران اس نے کھڑے کھڑے ایک انگوٹھی لی اور اسے سیبل کی انگلی میں پہنا دیا۔

"مجھے یہ رنگ اچھی لگ رہی ہے اور تمہاری انگلی میں اچھی لگ رہی ہے' تمہیں کیسی لگی؟"

سیبل نے اپنے دل کو انگوٹھی پہنی انگلی میں دھڑکتے سنا۔ "بہت اچھی...."

"ہم دونوں ایک دوسرے کو سوٹ کرتے ہیں۔" انگوٹھی سمیت اس نے اس کی انگلی کو اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ مختصر ہی سہی.... سیبل چاہتی تھی وہ اس سے اپنی محبت کا اقرار کرے۔

"فی الحال محبت میں صرف خود سے کرتا ہوں...."

اور مجھ سے....؟

"تم سے بھی کرنے کی کوشش کروں گا۔" وہ مسکرا دیا۔

"میں تمہارا کام نہیں ہوں فریڈرک! جس کے لیے تم کوشش کرو گے۔"

وہ مسکرا دیا۔ "مجھے شکایات پسند نہیں' تم میری رنگ واپس کر سکتی ہو۔"

وہ بھی مسکرا دی۔ "یہ اب میری ہے' میں اپنی شکایت واپس لے سکتی ہوں۔"

اس بار اس نے قہقہہ لگایا۔ "محبت نہیں' لیکن میں تمہاری ایسی باتوں کو پسند کرتا ہوں' تم مجھے اچھی لگتی ہو۔"

"تم بھی وہ واحد انسان ہو جو مجھے اچھے لگے ہو...."

سیبل انگوٹھی پر انگلی پھیرنے لگی۔

اکثر سیبل کو اپنی ماں موم بتی لیے گھر میں گھومتی ہوئی دکھائی دیتی۔

"میں نے تو دعا کی تھی کہ خدا تمہیں میری طرح بھٹکنے سے بچا لے۔" وہ اس پر جھک کر اس کے کان میں کہتی۔

"تم نے یہ بھی کہا تھا کہ تمہاری کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔" وہ چلا اٹھی۔

☆ ☆ ☆

پہاڑی گاؤں کزائیہ چھوٹا تھا' لیکن خوب صورت تھا۔ گاؤں کے واحد ہوٹل میں ان کا قیام تھا جس کی عمارت ایسے غار سے مشابہ تھی جسے پتھروں اور لکڑی سے ہوٹل بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ یہ غار پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا' جس کے سامنے سے ایک ہی سڑک نکلتی تھی۔ وہ رات کو یہاں پہنچے تھے اور فریڈرک آتے ہی کہیں چلا گیا تھا۔ اسے اکیلے ہی کھانا کھانا پڑا۔

صبح اس نے فریڈرک کے کمرے میں جھانکا تو وہ پھر سے جا چکا تھا۔ وہ یہاں اپنے کام کے لیے آیا تھا' اسے گھمانے نہیں۔ وہ اسے پہلے ہی آگاہ کر چکا تھا کہ وہ اسے وقت نہیں دے سکے گا' اسے بہت سے لوگوں سے ملنا ہے اور لمبے لمبے سفر کرنے ہیں۔ اسے آئندہ زندگی فریڈرک کے ساتھ ہی گزارنی تھی۔ وہ ابھی سے ان سب باتوں کی عادی ہونا چاہتی تھی۔ ناشتے کے بعد وہ ہوٹل کی نیم تاریک راہ داری سے چل کر باہر آ رہی تھی کہ اسے آواز سنائی دی۔

"گناہوں کی زمین پر دیکھو تو کون اترا ہے.... خدا کا پیارا موسیٰ.... کیا کلام کے لیے تمہیں بھی کوئی کوہ طور مل گیا ہے جو اچانک غائب ہو جاتے ہو۔"

"ماں نے بلایا تھا' بیمار تھیں وہ...."

"ہمارا کاروبار بھی کافی ہے۔ برکت کے لیے دعا کرتے رہنا۔"

"خدا رزق کے ذرائع میسر کرے۔" (آمین)

خدا کے پیارے کو دیکھنے کے لیے وہ رک چکی تھی' اب وہ اس کی طرف پلٹی۔ مغربی مصوروں کے موقلموں سے فن پاروں میں اتری عیسیٰ کی شبیہہ جیسا تھا وہ موسیٰ۔ مٹیالے سرمئی رنگ کا موٹے کپڑے کا کرتا پہنے' وہ بھیڑوں کے ریوڑ کا رکھوالا لگ رہا تھا۔ ہوٹل کے ایک نیم اندھیرے کمرے میں کچھ سامان

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

نکال نکال کر وہ باہر رکھ رہا تھا۔ جب وہ سیبل کے قریب سے گزرنے لگا تو سیبل نے اس کا راستہ روک لیا اور تمسخر سے اسے دیکھنے لگی۔ کریٹ ہاتھ میں لیے وہ سیبل کی رکاوٹ میں پھنس کر رہ گیا۔

"تو تم ہو خدا کے پیارے' جسے ڈھونڈنے کے لیے میری ماں مجھے بھیجا کرتی تھی۔"

وہ اسے ایسے دیکھنے لگا جیسے وہ اس کے ریوڑ کی کوئی بھیڑ ہو۔

"کوئی عیسیٰ جو اس کے زخموں کو مندمل کر دیتا' کوئی موسیٰ جو اس کے لیے خدا سے کلام کرتا۔"

"السلام علیکم!" اس نے معصومیت سے کہا۔

"جب تک وہ زندہ رہی خدا نے تمہیں چھپائے رکھا' تاکہ تم اس کی مدد نہ کر سکو۔" اس کی ہنسی آتشی ہو گئی۔

"میں تم پر سلامتی بھیج رہا ہوں۔"

"میں تم پر لعنت بھیجتی ہوں۔" اس نے اس قدر چلا کر کہا کہ ہوٹل کا عملہ اپنی اپنی جگہ پر رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"تمہارا رویہ حیران کن ہے' کیا میں تمہاری کوئی مدد کر سکتا ہوں؟" کریٹ کو نیچے رکھ کر اس نے مؤدب ہو کر پوچھا۔

"میری ماں مر چکی ہے اور مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔" حقارت سے کہہ کر وہ آگے بڑھنے لگی۔

"کیا تم بھی مردہ ہو چکی ہو؟"

تیز تیز قدموں سے باہر کی طرف جاتی وہ رکی۔ چھوٹے گاؤں کے آدمی کی جرأت نے اس کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔ وہ سوال کیسے اٹھا سکتا ہے؟ وہ اس کی پشت پر بولنے کی جرأت کیسے کر سکتا ہے؟ جو زندہ اس کے سامنے جلال دکھا گئی ہے' اس سے مردہ ہونے کا کیسے پوچھ سکتا ہے؟

"اگر میں بھی مردہ ہو چکی ہوں تو؟" چمڑے کے اونچے جوتوں میں ٹھک ٹھک کرتی وہ واپس اس کے قریب آئی اور اپنی آنکھوں کا طیش اس پر الٹ دیا۔

"حکمتوں میں سے بہترین حکمت سے اللہ تمہیں حیات عطا کرے۔" (آمین) کریٹ کو زمین سے اٹھا کر وہ چلا گیا۔

"مجھے تمہاری دعا نہیں چاہیے۔" وہ اس کی پشت پر چلائی۔

"دعا سب کو چاہیے ہوتی ہے۔" اس نے پلٹے بغیر کہا۔

"مجھے کیا چاہیے اور کیا نہیں' یہ بتانے والے تم کون ہوتے ہو۔"

"موسیٰ۔۔۔"

غصہ' شدید ناپسندیدگی کے احساس میں بدلنے لگا' لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے خود ہی موسیٰ پر حملے میں پہل کی تھی اور جیسے اس معمولی آدمی کے منہ لگی تھی۔ اسے کم سے کم اپنے امریکی پاسپورٹ کی عزت کا ہی خیال کرنا چاہیے تھا۔

پہاڑوں پر گھومنے کے بعد جب وہ تھک گئی تو ہوٹل میں لنچ کرنے کے لیے آ گئی۔ فریڈرک کا شام تک واپس آنے کا ارادہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کا فون بھی بند تھا۔ جب وہ کوئی خاص کام کرتا تھا تو اپنا ذاتی نمبر بند کر دیتا تھا۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ پھر سے باہر آ گئی اور دیر تک ادھر ادھر گھومتی رہی۔ راستے میں اسے پھر موسیٰ نظر آیا۔ وہ سڑک کے کنارے درختوں کے جھنڈ کے نیچے کباب لگا کر کھڑا تھا۔ اس کے دائیں طرف پہاڑی نالہ بہہ رہا تھا۔ چھوٹا سا میز تھا' جس پر اس نے اپنا "کباب خانہ" کھول رکھا تھا۔ ہاتھ میں چھوٹا سا قرآن تھا' جسے وہ پڑھ رہا تھا۔ کوئی کباب لینے آتا تو وہ قرآن کو جیب میں رکھ کر کباب بنا کر دینے کے بعد جیب سے قرآن نکال کر پھر سے پڑھنے لگتا۔ استہزائیہ انداز میں ہنستے ہوئے وہ اس کے پاس آئی۔

"کتنے کے ہیں کباب؟" وہ صبح والی بات کے اثرات کے اس کے چہرے پر دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ اسے مزید زچ کرنے آئی تھی۔

موسیٰ آیت ختم کر کے جواب دینا چاہتا تھا کہ اس نے گردن کو خم دے کر بورڈ پر لکھی قیمت پڑھ لی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"اتنے سستے؟" ایک دم اس کے منہ سے نکلا۔
"میرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔"
"یعنی تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہارے لیے خدا ہی کافی ہے؟" پہلے قہقہہ لگایا' پھر کہا۔
"میں اللہ کو کافی اور ناکافی نہیں بنا سکتا' وہ پیمانوں سے بالاتر ہے۔"
"اوہ! تم تو واقعی خدا والے نکلے۔"
"یہ کہنا ٹھیک نہیں۔۔۔"
"کام کرتے ہوئے قرآن پڑھنا' اتنے سستے کباب بیچنا اور ایسے گھسے پٹے لباس میں ملبوس رہنا' خدا کا پیارا نظر آنے کے لیے تم نے تو سارا اہتمام کیا ہوا ہے۔"
"تمہیں کس چیز نے یوں مجھ سے اتنی نفرت کرنے پر مجبور کر دیا ہے؟" قرآن کو بند کر کے وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا۔
"مجھے خدا کے پیاروں سے نفرت ہے۔"
"پھر تو تمہیں خود سے بھی نفرت کرنی چاہیے۔"
"مجھے خدا کا پیارا بننے میں کوئی دلچسپی نہیں رہی۔"
"تمہیں اپنا پیارا بنانے کا ارادہ ضرور خدا کا ہو گا۔"
"اوہ! تو تم خدا کے ارادوں کے ترجمان ہو؟"
وہ مسکرا دیا۔ "تم بھی بن سکتی ہو۔"
"تم تو مجھے خدا کی طرف سے جاب بھی آفر کر رہے ہو؟"
اس بار وہ خود کو کھل کر مسکرانے سے روک نہیں سکا اور اس نے ہاتھ میں پکڑے قرآن کے پیچھے اپنا منہ چھپا لیا۔
"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو؟" اسے اس کی مسکراہٹ زہر لگی۔
"میں نے ایسا نہیں کیا۔" وہ سنجیدہ ہو گیا۔
"تم ہنسے کیوں؟"
"میں چھوٹا تھا تو جتنے لوگ نماز پڑھتے تھے' میں ان سب سے حسد کرتا تھا۔ میں چاہتا تھا صرف میں ہی نماز پڑھوں' صرف میں ہی خدا کی عبادت کروں۔ کوئی اور کیوں کرے؟ کوئی اور نماز پڑھے گا تو خدا اس کی طرف متوجہ ہو گا۔ میں چاہتا ہی نہیں تھا کہ میرے علاوہ خدا کسی اور کو دیکھے' کسی اور کو سنے' کسی اور پر بھی توجہ دے۔ وہ صرف میرا ہو' صرف میرے پاس ہو۔ وہ میرے علاوہ کسی کی سنے بھی نہ۔ اسے میری ہی باتیں اچھی لگیں' وہ صرف میری ہی باتوں کے جواب دے۔ تم بھی یہ ہی چاہتی ہو نا کہ خدا صرف تم پر ہی توجہ دے۔ وہ صرف تمہارا ہی رہے۔ تم مجھ پر کسی دشمن کی طرح حملہ آور ہوئی ہو' کیونکہ تمہیں لگتا ہے میں نے سارے کا سارا خدا لے لیا ہے۔" قرآن کی آنکھوں سے لگا کر اس نے جیب میں رکھ لیا۔
"مجھے اس کی ساری بے توجہی مل چکی ہے' اب اس کی توجہ کی پروا کسے ہے۔ تم سارے کا سارا خدا رکھو۔ مجھے سارا چاہیے نہ تھوڑا۔" اس نے اتنی سختی سے جتایا کہ جواب میں وہ خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگا۔
"کیا اب تمہارے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں؟ خدا کا کوئی اور ارادہ جس کے تم ترجمان بن سکو؟"
"خدا تم پر اپنی مہربانیاں کرتے رہنا پسند کرے۔ آئین۔" جیب سے قرآن نکال کر وہ پھر پڑھنے لگا۔
رات کو ہوٹل کے کمرے کی کھڑکی سے اس نے موسیٰ کو آتے دیکھا۔ وہ اپنے کباب کا سامان لا کر ہوٹل کے اندر رکھ رہا تھا۔ وہ نیچے تھا اور وہ کھڑکی میں اوپر۔۔۔ ایک بار میز کو اندر لے جاتے اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا اور سیبل نے اپنی نظروں کو اس سے ہٹایا نہیں وہ ساری نافرمانی لیے اسے گھورتی رہی اور وہ سارا ایمان اپنی آنکھوں میں بسائے اپنی آنکھیں جھکا کر چلا گیا۔
کچھ دیر بعد وہ پانی چھڑک کر ہوٹل کے سامنے کی زمین صاف کرنے لگا۔ کرسیاں اور میزیں صاف کیں اور اندر سے کھانے کی چیزیں لا لا کر باہر رکھنے لگا۔ دو چھوٹی کاریں سڑک سے آتی نظر آئیں۔ کچھ غیر ملکی سیاح وہاں آ گئے تھے۔ ہوٹل کے کمرے میں موجود واحد سیاح لڑکی "سیبل" کو بھی باہر ڈنر کی دعوت دی گئی' لیکن اس نے کھانا کمرے میں ہی منگوا لیا تھا۔ ایک تو اس لیے کہ وہ موسیٰ کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی اور دوسرا وہ اپنی شکل موسیٰ کو دکھانا نہیں چاہتی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

تھی۔

☆ ☆ ☆

فریڈرک کے کام ختم ہونے کے آثار معدوم ہی رہے۔ رات گئے جب وہ آیا تو سیبل سو چکی تھی۔

"مجھے چند دن لگیں گے واپس آنے میں۔" صبح اسے نیند سے جگا کر وہ بتا رہا تھا۔

"کتنے دن؟" اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا، صبح ابھی تک رات کے خوان پر موجود تھی۔

"دو یا تین دن... زیادہ سے زیادہ چار دن..."

"میں چار دن یہاں کیا کروں گی؟"

"تم آس پاس کے چند گاؤں گھوم سکتی ہو۔"

"یہاں کے سب گاؤں ایک جیسے ہیں۔"

"تو پھر سب ایک جیسے گاؤں دیکھ ڈالو۔ کم سے کم تمہیں یہاں زبان کا مسئلہ نہیں ہے۔ عربی تمہاری مادری زبان ہے نا؟"

"یہ میری ماں کی زبان تھی، میری نہیں۔ میری زبان انگلش ہے۔" وہ برا مان گئی۔

"تم غصے میں ہو، کیا ہوا ہے؟"

"مجھے یہاں کے لوگ پسند نہیں ہیں۔"

"کون لوگ؟"

"سب لوگ۔" وہ موسی کا نام نہیں لے سکی۔

"اگر تمہیں کوئی تنگ کرے تو تم اس کا استعمال کر سکتی ہو۔" فریڈرک نے بیگ سے پستول نکال کر اس کے سامنے رکھا۔

"تم یہ یہاں بھی ساتھ لے آئے ہو؟"

"اسے ساتھ رکھنا ضروری ہے، خاص کر ان علاقوں میں۔ تم باہر جایا کرو تو اسے اپنے ساتھ رکھ لیا کرو۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں ہوں تمہارے ساتھ۔ ہوٹل کا عملہ بے ضرر ہے، تم بے فکر ہو کر رہو یہاں۔ تمہیں کچھ ہو بھی گیا تو تم جانتی ہو میں کیا کچھ کر سکتا ہوں۔"

وہ مسکرا دی۔ "تم بہت مصروف ہو، مجھے اپنا کچھ وقت دے دو۔"

"یہاں سے ہم بیروت چلیں گے، وہاں تم انجوائے کرو گی۔"

"تم جانتے ہو، میں بیروت نہیں جاؤں گی۔"

"اوہ! سوری میں بھول گیا تھا۔ چلو جہاں تم کہو گی وہاں چلیں گے۔"

فریڈرک چلا گیا تو وہ کتنی ہی دیر تک کھڑکی میں کھڑی رہی۔ اب اسے نیند نہیں آسکتی تھی۔ ماں کی طرح اس کی نیند بھی کبھی گہری نہیں ہو سکی تھی۔ کھڑکی سے باہر اسے ہوٹل کا عملہ نظر آیا۔ وہ کچھ سامان ہوٹل کے اندر لا رہے تھے۔ موسی نے اپنے شانوں پر لکڑیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔

"یہ لکڑہارا بھی ہے۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لا رہا ہے۔ اسے یہ سوٹ بھی کرتا ہے۔" اسے لکڑہارا بنے دیکھ کر سیبل کو خوشی ہوئی۔

ناشتے کے بعد وہ رات آنے والے سیاحوں کے ساتھ قریبی گاؤں آگئی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ وہاں رہی تو یہ اس کے لیے ٹھیک نہیں ہوگا۔ وہ موسی کو دیکھتے ہی بھڑک جاتی ہے اور پھر اس چھوٹے سے پہاڑی گاؤں میں موسی نظر بھی ایسے آتا ہے جیسے اس کی پانچ کا پیاں ہوں اور ہر کاپی ہر جگہ نہ سہی تو کئی ایک جگہ موجود ہے۔ کوئی سڑک پر چل رہی ہے، کوئی کھڑکی کے نیچے کھڑی ہے، کوئی درختوں کے جھنڈ میں موجود ہے، کوئی ہوٹل کی راہ داری میں عملے سے مصروف گفتگو ہے، کوئی چھوٹے سائز کا قرآن ہاتھ میں پکڑے کبابوں کے پاس براجمان ہے، کوئی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لا رہی ہے۔

شام سے پہلے وہ سب واپس آچکے تھے۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ چائے لے کر کھڑکی میں آئی تو اسے کچھ سیاح موسی سے باتیں کرتے ہوئے نظر آئے۔ موسی درختوں، پہاڑوں، پہاڑی نالوں، پرندوں وغیرہ کی طرف اشارے کر کر کے باتیں کر رہا تھا۔ سب اتنے انہماک سے سن رہے تھے جیسے وہ سائنس پر کوئی لیکچر دے رہا ہو۔ کسی نے اس کی پھولی ہوئی جیب کی طرف اشارہ کیا تو اس نے قرآن نکال کر دکھایا۔ سیاح

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عورت نے قرآن کی طرف اشارہ کرکے کچھ کہا تو اس نے قرآن کھول کر اور پڑھ کر سنا دیا اور واپس رکھ لیا۔

"میں نے تم سے کہا تھا نا کہ تم نے دوسروں کو متاثر کرنے کے لیے پورا پورا اہتمام کر رکھا ہے۔" وہ نیچے اس کے پاس آئی۔ سیاح جا چکے تھے اور وہ درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔

اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور کتاب کا صفحہ پلٹ کر انہماک سے پڑھنے لگا۔

سیبل کو پہلی بار معلوم ہوا کہ... "برا" ہی سہی پر سوال کا جواب آنا چاہیے' ورنہ بہت برا لگتا ہے۔ منہ توڑ اور دل توڑ ہی سہی' طنز کا جواب دیا جانا چاہیے۔ ورنہ بہت سبکی ہوتی ہے۔ آپ کی موجودگی کی "ہاں" نہ ہو تو "ناں" ضرور ہونی چاہیے۔

"میں کوئی جواب نہیں دیتا تو بھی تمہیں برا لگتا ہے۔" اس نے کتاب سے سر اٹھا کر اس سے کہا۔

حیرت کا پتلا اس کے اندر تیز تیز سانسیں لینے لگا۔ اس نے اپنا رخ اس سے پھیر لیا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کے چہرے پر حیرت زدگی کے آثار دیکھے' جبکہ وہ یہ بھی دیکھ رہی تھی کہ اس کا سر بدستور جھکا ہوا ہے اور وہ کتاب پڑھ رہا ہے۔ اسے موسی کا یہ انداز چیلنج کرتا ہوا لگا اور اس نے یہ چیلنج قبول کر لیا۔

☼ ☼ ☼

وہ خدا کا پیارا تھا' تو وہ خدا کی نافرمان...

کباب کھاتی سیاح عورت شاید اسے کوئی کہانی سنا رہی تھی' جسے وہ سر جھکائے انہماک سے سن رہا تھا۔ عورت چلی گئی تو وہ جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگا۔ وہ موسی کے کبابوں کے پاس آئی اور اس نے چلا کر کہا۔

"تم نماز پڑھ رہے ہو اور تمہارے کباب بے یارو مددگار پڑے ہیں۔ انہیں کوئی بھی اٹھا کر کھا سکتا ہے' پھینک سکتا ہے۔"

موسی نماز پڑھتا رہا۔

اس نے چند کباب کھائے' چند پھینک دیے۔ پھر اس نے سارے کباب ایک ایک کرکے پھینکنے شروع کر دیے۔ رک کر وہ اس کے نقصان کا تخمینہ لگانے لگی' جو کافی کم نکلا۔ نقصان ہو تو پورا ہو' زیادہ سے زیادہ ہو۔ اس نے ایک ایک کرکے اس کی باقی کی چیزیں بھی پھینکنی شروع کر دیں۔ اس کا چولہا' تیل' مسالا' برتن اور آخر میں اس نے میز بھی الٹ دیا۔ جب موسی نے سلام پھیرا تو تھوڑا سا چونکا۔

"یہ سب میں نے کیا ہے۔" اس نے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر فخر سے کہا۔

موسی نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

"تم خدا کی طرف متوجہ تھے۔ تمہارا خدا کہاں متوجہ تھا۔ وہ تمہاری چیزوں کی حفاظت نہیں کر سکا۔"

موسی نے دعا مانگی اور اٹھ کر اپنی چیزیں سمیٹنے لگا۔ وہ میز سیدھی کرتا' چیزیں اس پر واپس رکھتا۔ سیبل چیزیں پھینکتی' میز پھر سے الٹ دیتی۔ وہ میز سیدھی کرتا رہا' چیزیں اس پر رکھتا رہا' وہ میز کو چیزوں سے سمیت الٹتی رہی۔

دن شام میں ڈھل گیا' شام رات میں سمٹ آنے کے لیے تیار ہو گئی اور وہ بار بار یہ ہی کرتی رہی۔ پلٹ پلٹ کر کرتی رہی۔ جب وہ تھک گئی اور واپس جانے لگی تو اس نے اپنے پیچھے موسی کی آواز سنی۔

"حادثات مجھے تمہاری طرح تھکا کر چور ہی کیوں نہ کر دیں' وہ مجھے خدا سے متنفر نہیں کر سکیں گے۔ میں اپنی مصیبتوں سے خدا کی محبت کا وزن نہیں کرتا' تم بھی نہ کیا کرو۔"

لفظ... "تمہاری طرح" زہر میں بجھا تیر تھا جو اس کے دل میں پیوست ہوا۔ وہ اس کے قریب آئی اور اپنے ہاتھ کی قوت کو آزمایا۔

"اور اس ذلت کے بارے میں کیا خیال ہے؟" اس نے تھپڑ کی طرف اشارہ کیا۔

وہ کتنی ہی دیر بے یقینی سے سیبل کو دیکھتا رہا۔

"برا لگا؟" اس نے آنکھوں کو طنز سے گھما کر کہا۔

"اب تم کیا کرو گے؟ مجھے مارو گے؟ گالیاں دو گے؟"

اپنی بے یقین آنکھیں سیبل کے چہرے سے ہٹا کر وہ پھر سے اپنی چیزیں سمیٹنے لگا۔ جب وہ اپنی ساری

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چیزیں سمیٹ چکا تو ایک بار پھر سے سیبل نے انہیں زوردار ٹھوکر سے زمین بوس کر دیا۔

"اگر تم اپنی حد کا تعین نہیں کر سکتے تو میں نے کر دیا۔" سیبل نے ہاتھ سے اس کے گال اور بکھرے سامان کی طرف اشارہ کیا۔ وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا اور وہ بھی تن کر اسے دیکھنے لگی۔ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئے۔ سیبل جس کے ہاتھ میں میزان ہے اور موسیٰ جو پیمانوں کا قائل نہیں۔

"اگر تمہیں لگتا ہے کہ تمہیں ڈرا کر میں تمہیں اپنا نقصان پورا کرنے کے لیے کہوں گا تو تمہیں اپنی خوش فہمی دور کر لینی چاہیے۔"

"بہت فیاض ہو تم؟"

"بہت فیاض خدا ہے۔"

"اوہ! تو اس نقصان کے لیے تم خدا سے کہو گے کہ وہ تلافی کر دے۔"

"میں اس نقصان کے فائدے کے لیے خدا سے کہوں گا۔" موسیٰ نے سیبل کی طرف اشارہ کیا۔

"میں کسی کا نقصان ہوں، نہ فائدہ۔" وہ بھڑک گئی تو چلانے لگی۔

"کسی کا نہیں۔ خود اپنا۔"

رات بھر وہ خود کو پرسکون رکھنے کی کوشش کرتی رہی۔ اگلے دن وہ سیدھی موسیٰ کے پاس گئی۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ جان لے کہ وہ اس سے ڈرتی نہیں ہے۔ جو للکار اس کی آواز میں ہے وہ اس کی ذات میں بھی ہے۔ وہ قرآن کو ہاتھ میں لیے پڑھ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی وہ میز سے ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا کہ وہ پھر سے اپنا شوق پورا کر لے۔ سیبل نے اپنے نچلے ہونٹ کو سختی سے اپنے دانتوں کے نیچے دبا لیا۔ اگر وہ مسکرا دیتی تو اسے تکلیف دینے میں مزہ نہ آتا۔ ہاتھ میں پکڑی لمبی سوکھی شاخ کو ہنٹر کی طرح لہراتی، گھٹنوں تک لمبے جوتوں میں چلتی وہ اس کے قریب آئی اور فاصلہ کم کرتی عین اس کے چہرے کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

موسیٰ چند قدم پیچھے ہٹا۔

"تم مجھ سے ڈر رہے ہو؟"

"مجھے انسانوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"ہتھیار کے بارے میں کیا خیال ہے؟" اس نے جیب سے پستول نکال کر ہاتھ میں لیا۔

وہ مسکرا دیا۔ "تم مجھے مارنا چاہتی ہو؟ صرف اس لیے کہ میں نے سارے کا سارا خدا لے لیا۔"

سیبل نے گو صرف دکھانے کے لیے پستول باہر نکالا تھا، لیکن اس بات پر اس کا دل چاہا کہ وہ پستول کو سچ مچ چلا دے اور اس کی دونوں آنکھوں کے عین درمیان چلائے۔ "آج میرا ارادہ تمہیں تنگ کرنے کا نہیں ہے۔ شکل سے ویسے بھی تم کافی غریب لگتے ہو۔"

"میں غریب نہیں ہوں، تم چاہو تو اپنا شوق پورا کر سکتی ہو۔" اس نے اتنے اطمینان سے کہا کہ سیبل کو شک ہوا کہ سکون جس گودام سے نکال نکال کر انسانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے وہ اس گودام کا محافظ ہے۔

پیر سے ٹھوکر مار کر سیبل نے اس کی فرمائش اور اپنا شوق پورا کر لیا۔ میز اپنی تمام چیزوں کے ساتھ زمین پر آ گرا۔ شور سے درختوں پر بیٹھے پرندے ایک ساتھ اڑے۔

"اس اجاڑ گاؤں میں تم میرے لیے تفریح سے زیادہ کچھ نہیں ہو۔" سوکھی شاخ لہرا کر سیبل نے اس کے شانے پر رکھی۔

"تفریح کی دلداہ اس دنیا میں تم میرے لیے قابل احترام ہو۔"

کیونکہ میں لڑکی ہوں اور خوب صورت بھی ہوں اور یہ دونوں چیزیں خاص بھی ہیں اور مطلوب بھی۔"

"خاص "رضائے الٰہی" ہے اور مطلوب بھی یہی ہے۔"

"تمہیں لگتا ہے، تمہاری تبلیغ سے میں مرعوب ہو جاؤں گی؟"

"مجھے یقین ہے تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔" اس کی گھنی بھنوئیں رکوع سے قیام میں آئیں اور اس پر ٹھہر گئیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

"مجھے یقین ہے میں غلط نہیں ہوں۔"
"غلط کو کیسے لگے گا کہ وہ غلط ہے؟"
"تم ایک اچھے استاد بن سکتے ہو۔"
"تم اس استاد کی ابتداء ہو سکتی ہو۔" اس نے اپنی طرف اشارہ کیا اور مسکرایا بھی۔ خون سبیل کی رگوں میں ساکن ہو گیا۔ اسے اس کے انداز کی سختی سے خوف بھی آیا۔ وہ اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے وہ "لوح نافرمان" ہو اور وہ اس پر لکھی تحریر پڑھ رہا ہو۔ اپنی نظر سے اپنے انداز سے۔
"تم جیسے شدت پسندوں کی فوج بڑھتی ہی جا رہی ہے، ٹھیک کرتے ہیں وہ جو تم پر کتے چھوڑ دیتے ہیں۔" اس کی نظر کا مقابلہ اس نے اس انداز میں کیا۔
"تو کیا تم شدت پسند نہیں؟"
"یہ فیصلہ تم کرو گے کہ میں کیا ہوں..... کس بنا پر؟"
"عقل اور مشاہدے کی بنا پر۔"
"عقل اور مشاہدہ؟ تم جیسے گڈریے میں؟"
"گڈریا ہونے میں برائی ہے؟"
"مجھ سے دوبدو لڑنے میں بھی اچھائی نہیں ہے۔ تمہیں ان سیاحوں کو ہی متاثر کر کے اپنا کام چلانا چاہیے، مجھے نہیں۔"
"تمہیں واپس لوٹ جانا چاہیے۔" موسی کی آواز سرسبز پتوں میں استراحت کرتی ہوا کے سنگ اس کے سامنے آ ٹھہری۔
"تمہارے باپ کا گاؤں ہے یہ، جو مجھے یہاں سے جانے کے لیے کہہ رہے ہو؟"
"میں تمہیں خدا کے پاس لوٹ جانے کے لیے کہہ رہا ہوں۔" وہ زمین پر جھکا اور میز کھڑی کرنے لگا۔

☼ ☼ ☼

شام کو وہ ہوٹل کی طرف جا رہی تھی کہ اس نے فرنچ سیاح عورت کو موسی کے ساتھ چہل قدمی کرتے دیکھا۔ موسی کا کباب خانہ بند ہو چکا تھا۔ صبح ہی وہ اس کا اتنا نقصان کر چکی تھی کہ شاید ہی اب وہ چند دنوں کے اندر کھل سکے۔ وہ دونوں کے پاس پہنچ گئی۔
"تمہیں ایسے لوگوں سے بچ کر رہنا چاہیے یہ تمہارے لیے کافی خطرناک ہو سکتے ہیں۔" اس نے موسی کی طرف اشارہ کر کے انگلش میں کہا۔ عورت سوالیہ نگاہوں سے سبیل کو دیکھنے لگی اور ٹوٹی پھوٹی انگلش میں کہا کہ وہ اس کی بات سمجھ نہیں سکی ہے۔ موسی نے سبیل کی بات کا ترجمہ فرنچ میں کر کے اس عورت کو بتایا۔ عوت نے سبیل کو دیکھا اور فرنچ میں جواب دیا۔
"یہ پوچھ رہی ہیں کس طرح کے خطرناک؟" موسی نے عورت کی فرنچ کو عربی میں ترجمہ کر کے سبیل سے پوچھا۔
"یہ تمہیں مار سکتا ہے۔ تمہیں بیچ سکتا ہے۔ تمہیں لوٹ سکتا ہے۔" سبیل نے موسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
موسی کے بتانے پر عورت حیرت سے سبیل اور موسی کو دیکھنے لگی۔ پھر اس نے قہقہہ لگایا۔
"میں اس سب کے لیے تیار ہوں۔ کیا تم بھی تیار ہو۔" عورت کے کہنے کے بعد موسی نے ترجمہ کیا۔
سبیل کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے موسی کو دیکھا اور اپنے دل میں اتر آنے والے خوف کو دبا دینا چاہا۔ رات کو وہ واپس امریکہ جانے کے لیے تیاری کر چکی تھی۔ اس نے پیکنگ مکمل کی تو فریڈرک کو فون کیا۔
"میں واپس جا رہی ہوں۔"
"ایک دم سے اچانک؟"
"میں بور ہو چکی ہوں یہاں....."
"میں آ رہا ہوں، تین چار گھنٹے میں تمہارے پاس ہوں گا، کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"
"کیا واقعی تم آ رہے ہو یا مجھے ٹال رہے ہو؟"
"میرا کام ختم ہو چکا ہے، میں آ رہا ہوں سبیل! تم کھانا کھا لینا۔"
رات کا کھانا کھا کر وہ سو گئی۔ پھر بہت سی چیزیں آپس میں گڈمڈ ہو گئیں۔ وہ گہری نیند میں تھی اور اسے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

اپنی نیند کی گہرائی پر حیرت تھی۔ اس کے کمرے کا دروازہ دھڑام سے کھلا۔ کچی کی طرح نیند اس کی آنکھوں سے ذرا سی جھٹکی۔ کسی نے آگے بڑھ کر اس کے منہ میں کپڑا ٹھونسا' تب وہ گہری نیند سے دھند میں لپٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔ اسے اٹھا کر کندھے پر لاد کر گاڑی میں پٹخا گیا۔ اس کا سر کھڑکی سے ٹکرایا اور وہ درد سے کراہ اٹھی۔ وزنی کمبل کو اس نے اپنے اوپر محسوس کیا۔ پھر پتا نہیں کیا کیا اس پر آن گرا کہ بوجھ سے وہ دب گئی۔ سانسوں کی بے ربطی سے اس کا سینہ پھڑپھڑا رہا تھا۔ وہ زندگی میں کبھی گہری نیند نہیں سوئی تھی۔ ماں کے مرنے کے بعد اور اس کے موم بتی لے کر بدروح بن کر گھر میں گھومنے سے تنگ آکر اگر وہ نیند کی گولیاں کھا بھی لیتی تھی تو بھی وہ گہری نیند نہیں سو پاتی تھی' تو پھر آج کیسے؟

گاڑی تیز رفتاری سے اونچے نیچے راستوں پر اچھل رہی تھی۔ اس کی آنکھ تو کھلتی رہی' لیکن اس پر اتنا ڈھیر تھا کہ نہ وہ اسے پرے کھسکا سکی نہ ہی کسی کو دیکھ سکی۔ رات اپنی ساری سیاہی لیے اس کے گرد اپنا جال بنتی چلی گئی اور اسے قیدی بنا کر ہی دم لیا۔

☆ ☆ ☆

اس کی پشت زمین سے ٹکرائی اور اس کی آنکھیں وا ہوئیں تو بھی اسے اپنے آس پاس اندھیرا ہی نظر آیا۔ تین لوگوں کی سرگوشیاں اس کے کانوں تک تو آئیں' لیکن اس کے دماغ کو مطلب نہیں سمجھا سکیں۔ وہ نیند سے ڈوب کر پھر ابھری تو اندھیرے میں موم بتی کی روشنی میں دو آنکھیں نظر آئیں' وہ اس سے کچھ ہی فاصلے پر تھیں۔ اس نے ہاتھ جھٹک کر ماں کی آنکھوں کو پرے کرنا چاہا' لیکن اس کے ہاتھ حرکت نہیں کر سکے۔ وہ بندھے ہوئے تھے۔ اس نے جان توڑ کوشش کی کہ وہ جاگی رہے لیکن اس کی آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھیں۔ وہ اتنی وزنی ہو رہی تھیں' جیسے اس نے نیند کی کئی سو گولیاں پھانک لی ہوں یا ماری جونا کے کش بھر لیے ہوں۔

"کون ہے یہ؟" عورت کی آواز آئی۔

"ہماری مہمان ہے۔"

"مہمان اور ایسے' اس طرح....؟"

"یہ ایسے ہی رہے گی' کچھ بھی ہو جائے' ام ہانی اس کے ہاتھ پیر نہ کھولنا۔"

"تم اسے یہاں لائے کیوں ہو....؟"

"میں جلدی میں ہوں' جا رہا ہوں.... ہرگز اس کا منہ نہ کھولنا' ورنہ یہ چلائے گی۔ تم اسے قابو میں نہیں رکھ سکو گی۔ یہ تمہیں مار دے گی۔"

اس نے مرد کی آواز کو پہچان لیا تھا.... وہ موسی تھا۔

"گناہوں کی زمین پر موسی ایک اور گناہ میں اضافہ کر رہا ہے۔" نیند کے ساتھ یہ خیال سیبل کے ساتھ ساتھ رہا۔

اگلے دن جب وہ ہوش میں آئی تو اسے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ اسے اغوا کر لیا گیا ہے اور اغوا کرنے والا موسی ہے۔ راتوں رات اسے ہوٹل سے اٹھا کر یہاں لا کر پھینکا گیا ہے۔ اسے ان علاقوں کے جرائم سے تھوڑا بہت آگاہی تھی۔ وہ جانتی تھی دیکھتے ہی دیکھتے گاڑیاں کیسے غائب ہو جاتی ہیں' سیاحوں کو کیسے لوٹ لیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ تو یہ ہی ہونا تھا' خاص کر اس صورت میں جب اس نے خود موسی کو دشمنی کی دعوت دی تھی۔ اسے بالکل حیرت نہیں ہوئی کہ موسی نے یہ کیا ہے۔ اس کی مردانہ غیرت جاگ گئی تھی۔

کمرے میں اتنا اندھیرا تھا کہ اسے گمان ہوا کہ دنیا میں کہیں روشنی باقی بچی ہی نہیں ہے۔ اناج کی بو اس کے نتھنوں میں گھس کر اسے بے چین کر رہی تھی۔ وہ چٹائی پر پشت کے بل بائیں رخ پڑی تھی۔ اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ پاؤں زمین میں گڑے ایک کنڈے کی رسی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور اتنے ہی ڈھیلے تھے کہ وہ دائیں بائیں کروٹ لے سکے۔ کپڑے سے اس کا منہ سختی سے باندھ کر پیچھے کو کھینچا گیا تھا۔

چند گھنٹوں بعد ام ہانی کواڑ کھول کر اندر آئی۔ اس کے ہاتھ میں موم بتی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

"تمہیں بھوک لگی ہوگی، مجھے موسی نے سختی سے منع کیا ہے کہ تمہارا منہ نہ کھولوں، تم چلانے لگو گی۔ میں کب سے سوچ رہی ہوں کہ تمہیں کھانا کیسے کھلاؤں۔ میں تمہیں چند نوالے کھلانے کی کوشش کرتی ہوں۔ میں اتنی دیر تک تمہیں بھوکا کیسے رکھ سکتی ہوں۔"

اس نے اس کے منہ پر بندھے کپڑے کو کچھ ڈھیلا کیا، لیکن پورا کھولا نہیں اور چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر اس کے منہ میں ڈالنے لگی۔ ان نوالوں کو جیسے تیسے اندر کرنے کے بعد اس نے آخری نوالے پر عورت کی شہادت کی انگلی کو اپنے دانتوں میں شکنجے کی طرح کس لیا، پہلی بار... پہلی انگلی کو...

اپنی انگلی اس کے دہن سے بمشکل آزاد کروانے کے بعد ام ہانی کتنی ہی دیر زمین پر گر کر اپنی تکلیف کو کم کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ اگر سیبل کا منہ کھلا ہوتا تو وہ قہقہہ لگاتی اور اس سے پوچھتی۔ "کیسا رہا؟"

زمین سے اٹھنے کے بعد موم بتی ہاتھ میں لے کر ام ہانی دہلیز سے باہر جانے لگی تو اس نے گردن موڑ کر اس سے کہا۔

"یقیناً میں بری عورت ہوں گی، لیکن میں تمہارے ساتھ کچھ برا نہیں کروں گی۔"

☆ ☆ ☆

"میں ایک بری عورت ہوں سیبل، سب سے پہلے میں نے اپنے باپ کے ساتھ برا کیا اور پھر کسی کو نہیں چھوڑا۔ میں تمہیں بھی نہیں چھوڑوں گی۔"

عدینہ، یعقوب عبدہ کے نکاح میں تھی، جو ایک پرائیویٹ فرم میں ملازم تھا، خوب صورت تھا اور اس سے محبت کرتا تھا۔ وہ بھی اس سے محبت کرتی تھی، اس وقت تک جب تک موسم بہار نہیں آگیا اور اسے اپنی خالہ کے پاس پہاڑوں پر جا کر رہنے کا خیال نہیں آیا۔ وہ دو ماہ رہنے کے لیے آئی تھی اور دو سال رہ کر گئی۔ جب جب بابا اسے لینے آتے وہ ٹال جاتی، کبھی بیمار ہو کر، کبھی ضد کر کے، کبھی بہانے بنا کر، کبھی منت کر کے۔ موسم خزاں میں بابا اسے زبردستی اپنے ساتھ لے آئے۔ جب تک یامین اس کے پیچھے شہر آیا اس کی رخصتی طے ہو چکی تھی۔ وہ گھر سے بھاگ رہی تھی، جب بابا نے اسے پکڑ لیا۔

"میں نے تمہیں پہاڑوں کی سیر کے لیے بھیجا تھا عدینہ، تم نے پستیوں کا رخ ہی کیوں کیا؟ تم جانتی تھیں تم کسی سے منسوب ہو۔ تم نے کسی اور مرد کی طرف توجہ دی؟ تم نے یہ بے ایمانی کیسے کی عدینہ؟"

"محبت کوئی بے ایمانی نہیں ہوتی بابا۔"

"محبت سب سے پہلے انسان کو "لامذہب" بناتی ہے۔ بے دین رکھتی ہے۔ پہلے وہ بے شرم ہوتا ہے، پھر جھوٹ بولتا ہے، اور پھر بے ایمانی کرتا ہے۔ انسان وہ سب کرتا ہے جو پہلے نہیں کرتا۔ وہ کفر کا کلمہ بھی پڑھ لیتا ہے، جس پر پہلے وہ توبہ استغفار کرتا ہے۔"

"اگر آپ نے میری رخصتی کر دی تو بھی میں اسی کے ساتھ بھاگ جاؤں گی۔"

"پھر تم بھاگتی ہی پھرو گی عدینہ... میں نے تم پر کبھی سختی نہیں کی۔ میری نرمی کا کچھ تو اجر دو مجھے۔"

"میں اسے نہیں بھول سکتی..."

"انسان سب سے پہلے خدا کو بھولتا ہے، کیونکہ وہ انسان کو یاد کر لیتا ہے اور یہیں سے اس کے شرک کی ابتدا ہوتی ہے۔"

"آپ مجھ سے زبردستی کریں گے۔"

"دنیا کا کون سا باپ ہو گا جو اولاد کو گڑھے میں گرنے سے روکنے کے لیے سختی نہیں کرے گا۔ میں بھی کروں گا۔ مت بھولو کہ تم یعقوب کے نکاح میں ہو..."

"اب میں یامین سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔"

"تم اپنے شوہر کو فراموش کر سکتی ہو تو یامین کو بھی کر سکتی ہو۔ میری عزت کا جنازہ نہ نکالو، ورنہ اس جنازے پر فاتحہ میری موت ہو گی عدینہ..."

"میرے باپ نے میرے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا اور اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ اس کا سر کس قدر وزنی تھا۔ اتنا وزنی تھا۔ اتنا وزنی کہ میرے قدموں میں بیڑیوں کی طرح ایسے پڑا کہ میں ایک قدم نہیں ہلا سکی۔ کاش

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

اگلی بار بھی یہ ہی بیڑیاں مجھے روک لیتیں سیبل۔۔۔"

"اگر یہ میری آزمائش ہے تو میں اس میں سرخرو ہونا چاہتا ہوں۔ تم اللہ سے معافی مانگو' اس وقت تک جب تک تمہارے دل میں اطمینان ایسے نہ بھر جائے جیسے صراحی میں پانی اور تم خدا کی نظر کرم سے ایسے نہ بھیگ جاؤ جیسے وضو سے نمازی۔" بابا نے یعقوب کو سب بتادیا تھا اور وہ اسے اپنے پاس بٹھا کر سمجھا رہا تھا۔

"میں خدا سے معافی مانگ چکی ہوں۔" اس نے جھوٹ بولا۔ پھر وہ جھوٹ پر جھوٹ بولتی رہی اور یامین سے بھی ملتی رہی۔ یامین کی محبت سے اس کا دل ایسے بھرا ہوا تھا جیسے دوات میں سیاہی۔ اس کی محبت میں وہ ایسے بھیگی ہوئی تھی جیسے نشے میں شرابی۔

وہ کب تک خود پر جبر کرتی۔ اسے گھر سے بھاگنا پڑا۔ یامین پہلے ہی سب انتظام کرچکا تھا۔ پہلے وہ عمان گئے' پھر سریا اور پھر وہ امریکہ آگئے۔ امریکہ آنے کے بعد یامین نے یعقوب سے طلاق منگوائی جو یعقوب نے فوراً بھیج دی۔ طلاق کے کاغذات پر اس کے گھر سے بھاگنے کے اگلے ہفتے کی تاریخ درج تھی۔ طلاق کے کاغذات پر اس کے باپ کی لکھائی میں پنسل سے ایک جملہ لکھا ہوا تھا۔

"میں دیکھوں گا' تم کس منہ سے خدا کا سامنا کروگی۔"

چند دن وہ اپنا منہ آئینے میں دیکھنے سے کتراتی رہی۔ چند راتیں وہ اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر سوتی رہی۔ شادی کے بعد دونوں نے چند سال رات دن صرف کام کیا' اپنا گھر بنایا اور پھر سیبل ہوئی۔

"اب ہماری زندگی مکمل ہے۔" یامین نے کہا اور عدینہ نے اپنے دل میں وحشت کو اترتے دیکھا۔

"ہمیں دعائیں دینے والا کوئی نہیں ہے۔ بابا اور۔۔۔"

"تمہیں کن دعاؤں کی ضرورت ہے؟"

"سیبل کو دعائیں چاہیے ہوں گی یامین۔۔۔"

"ہم ہیں اس کے لیے دعا کرنے کے لیے۔۔۔"

"ہم۔۔۔ لیکن ہم دعا کیسے کرسکتے ہیں؟"

یامین اس کی طرف دیکھ کر رہ گیا۔ "کیا تم پاگل ہوگئی ہو؟ کیسی باتیں کررہی ہو؟"

"پتا نہیں! بس میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ہم کیا کریں گے' اگر ہمیں دعا کی ضرورت درپیش ہوئی تو۔۔۔"

"تو کرلیں گے ہم۔۔۔" یامین چلا اٹھا۔

"لیکن بابا نے کہا' وہ دیکھیں گے میں کس منہ سے خدا کا سامنا کروں گی' پھر میں کس منہ سے دعا کرسکتی ہوں۔"

"بکواس بند کرو عدینہ۔۔۔"

"اگر سیبل بیمار ہوجائے تو۔۔۔؟"

"تو ہم ڈاکٹر کے پاس جائیں گے۔"

"ساری بیماری ڈاکٹر دور نہیں کیا کرتے' تم جانتے ہو۔"

"میں یہ جانتا ہوں کہ تمہیں آرام کی ضرورت ہے' تم آرام کرو۔"

"کچھ گھنٹوں میں وہ ٹھیک ہوگئی' پھر مہینوں اسے "تمہیں آرام کرنے کی ضرورت ہے۔" کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ ایک دن وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی "بابا مرچکے ہیں' اب میرے لیے بددعا کرنے والا بھی کوئی نہیں رہا۔ یامین نے اپنے کچھ رابطوں سے معلوم کروایا۔ وہ واقعی مرچکے تھے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ مرچکے ہیں۔" چند دنوں بعد اس نے پوچھا۔

"تم سے نفرت نے۔۔۔"

"مجھ سے نفرت؟ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو؟ تم واقعی میں پاگل ہوتی جارہی ہو۔"

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میرا دل چاہا میں تمہیں جان سے ماردوں' سیبل کو کسی گڑھے میں دبا آؤں۔ میرا دل چاہا میں تم سے دور بھاگ جاؤں اور بابا کے قدموں میں گر جاؤں۔"

"تم ان سے اتنی ہی محبت کرتی تھیں تو یہ سب کیوں کیا۔" وہ ہفتوں بیمار رہی تو یامین نے چڑ کر کہا۔

"میں ان سے محبت نہیں کرتی تھی۔ اب پتا نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

کیوں ان کی محبت سے میرا دل پھٹا جارہا ہے۔ اب یہ محبت کہاں سے آگئی۔ اب یہ محبت کیا کرنے آئی ہے۔ بھلا باپ سے بھی کوئی ایسی محبت کر سکتا ہے کہ اس کے بغیر سانس نہ آئے' دم گھٹنے لگے۔ وہ زندہ تھے تو مجھے یاد بھی نہیں آئے' اب وہ مر گئے ہیں تو میرے اعصاب پر سوار ہو گئے ہیں۔ یہ کیسا عذاب ہے یامین جوان کی محبت کی صورت مجھ پر نازل ہوا ہے۔"

"تم نو سال ان کے بغیر سانس لیتی رہی ہو۔"

"کیسے؟ کیسے لیتی رہی ہوں یہ سانس ان کے بغیر... اب تو حلق میں میری جان اٹک گئی ہے۔ جو نو سال تمہارے ساتھ گزارے وہ جھوٹ ہے یا جوان کے بغیر گزار دیے وہ سچ ہے۔ جب تم میرے پاس نہیں ہوتے تھے تو میں سوچتی تھی کہ کبھی میں تمہارے بغیر بھی رہ سکوں گی؟ اب تم میرے پاس ہو تو میں سوچتی ہوں میں تمہارے ساتھ کیسے رہ رہی ہوں۔"

"میں تمہاری تیمارداری کے لیے تیار ہوں' لیکن تم جسمانی نہیں' ذہنی بیمار ہو۔ سیبل کا خیال رکھنا بھی بھول گئی ہو۔"

"ہم سیبل کو کیا بتائیں گے کہ ہمارے رشتے دار کہاں ہیں؟"

"ہمارا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ ہم نے سب طے کر لیا تھا۔"

"وہ تو ہم نے طے کیا تھا' ہم سیبل کو کیسے بتائیں گے کہ ہم نے یہ طے کیا تھا۔"

"اسے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ جب وہ بڑی ہو گی تو میں سب دیکھ لوں گا۔"

"اور جو سب دیکھ رہا ہے؟ وہ... وہ کیا کرے گا...؟"

"کون دیکھ رہا ہے؟"

"خدا... کچھ تو اس نے بھی طے کیا ہو گا۔"

"تمہارا باپ مولوی تھا نہ تمہارا سابقہ شوہر عالم... اب تمہیں یہ باتیں یاد آرہی ہیں۔ اب تم ایسی باتیں کرنے لگی ہو۔ اگر تمہیں خدا کے دیکھنے کی اتنی ہی فکر تھی تو تم میرے ساتھ آئی ہی کیوں تھیں؟ مجھ سے چھپ چھپ کر ملتی کیوں تھیں؟ میری محبت کا دم کیوں بھرتی تھیں؟"

وہ بے چارگی سے یامین کو دیکھتی رہی "ہاں! یہ خدا اب کہاں سے آگیا۔ پہلے تو میں کسی خدا کو نہیں جانتی تھی۔ مجھے تو پروا ہی نہیں تھی کہ مجھے خدا کی پروا بھی کرنی ہے۔ میں خود نہیں جانتی یامین یہ سب باتیں کیسے میرے ذہن میں آنے لگی ہیں۔ میں تھک گئی ہوں ان باتوں سے لڑتے لڑتے۔ ان کا جواب دیتے دیتے۔ یہ خیالات میرے دل و دماغ پر قابض ہیں۔ انہوں نے مجھے قید کر لیا ہے۔"

"سیبل کا آنا منحوس ہے۔ پہلے تو تم ٹھیک تھیں۔"

"ہاں! سیبل کا آنا ٹھیک نہیں رہا۔ میں جب جب اس کی طرف دیکھتی ہوں مجھے لگتا ہے میں خود کو دیکھ رہی ہوں۔"

"ماں کو بیٹی میں اپنا آپ ہی نظر آتا ہے عدینہ..."

"خدا نہ کرے وہ مجھ جیسی ہو۔"

"اور تم کیسی ہو عدینہ؟" غصے سے یامین کو چلانا پڑا۔

"میں گناہ گار ہوں یامین' بدکار ہوں میں..." وہ بھی پوری قوت سے چلا اٹھی۔

☆ ☆ ☆

ایک ہی گھر میں رہتے' اس نے یامین کو طلاق کا نوٹس بھجوا دیا۔ صدمے سے زیادہ حیرت سے اس نے عدینہ کو دیکھا۔

"یہ کیا ہے؟ کیسا مذاق ہے یہ عدینہ؟"

"یہ میرا آخری فیصلہ ہے' اگر تم نے مجھے طلاق نہ دی تو میں خود کو ختم کر لوں گی۔ تم منت کرو یا اپنی محبت کے واسطے دو' میں تم سے الگ ہونے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔"

یامین نے بہت بحث کی' بہت کچھ یاد کروایا' وہ چپ چاپ سنتی تو رہی' لیکن بولنے پر آمادہ نظر نہ آئی۔

"یہ صلہ دے رہی ہو تم مجھے میری محبت کا۔ دھوکا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

دے رہی ہو مجھے' جواب دو مجھے؟"

"مجھے طلاق چاہیے.... ہر صورت چاہیے۔"

"تم اپنے پہلے شوہر سے شادی کرنا چاہتی ہو۔ تم بدچلن' فاحشہ' میں نے تمہارے لیے اپنی ساری زندگی برباد کردی۔ میں نے تمہارے لیے کیا نہیں کیا؟"

"جو کیا برا کیا' ہم دونوں نے کیا۔"

اس کے گھر آنے سے پہلے وہ کمرے کا دروازہ بند کرلیتی۔ وہ کمرے کے دروازے پر دستک دے دے کر تھک جاتا۔

"تم نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا عدینہ...." تھک کر وہ دروازے کے پاس ڈھیر ہو جاتا۔

"میں نے خود کو بھی کہیں کا نہیں چھوڑا۔ جاؤ.... چلے جاؤ.... مجھے بھی جانے دو...."

"میں تم سے محبت کرتا ہوں' تم سے الگ نہیں رہ سکتا۔" دکھ کی شدت سے وہ گڑگڑا رہا تھا۔

"میں اب تم سے محبت نہیں کرتی۔ تم سے الگ رہنا چاہتی ہوں۔" وہ بھی گڑگڑانے لگی۔

"پہلے تم مجھ سے محبت چاہتی تھیں۔ اب معافی چاہتی ہو۔"

"اور کیا کیا چاہتی ہو تم...." یامین دروازے کو توڑ ڈالنا چاہتا تھا۔

"معافی.... رحم.... رحم کرنے والا خدا.... مجھ سے سب کچھ چھن جائے' یہ بھی چاہتی ہوں۔ میرا سب کچھ چلا جائے یامین' اب مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ دیکھو مجھ پر ہر چیز کی حقیقت کھل گئی ہے۔ یہ ہی میری سزا ہے یامین۔ جس جس چیز کے پیچھے میں بھاگی وہ میرے لیے مٹی کے ڈھیلوں سے بھی کم قیمت نکلی۔ میں تمہیں کیسے بتاؤں کہ میں جب تمہیں دیکھتی ہوں' کراہیت میری نس نس میں دوڑنے لگتی ہے۔ میرا خون میرے جسم میں ایسے ہو جاتا ہے جیسے زخموں میں پیپ ہو جاتی ہے۔ میں تمہارے لیے گھر سے نکلی تھی۔ میرے بیٹے احمت نے تمہیں اور مجھے اپنی معصوم آنکھوں سے پہلی بار دیکھا تھا۔ مجھے اس کی وہ آنکھ نہیں بھولتی یامین' اس کی آنکھ کے ساتھ مجھے خدا کی آنکھ یاد آتی ہے۔ تم نہیں جانتے سیبل چھ ماہ کی تھی جب میں نے اسے چھپا دیا تھا۔"

"سیبل گناہ نہیں ہے ہمارا' بیوی ہو تم میری...."

"ہاں.... گناہ نہیں ہے ہمارا' پھر بھی یامین.... پھر بھی.... اگر ایسا ہی نیک کام ہوتی تو مجھے اسے چھپانے کا خیال کیوں آتا۔"

"تم پر اب نیک بننے کا بھوت سوار ہو گیا ہے۔ اچھا چلو آؤ ہم دونوں مل کر خدا سے توبہ کریں' ہم خدا سے معافی مانگیں۔"

"کس منہ سے؟ معافی مانگنے کے لیے بھی تو منہ چاہیے۔"

"وہ توبہ قبول کرتا ہے' کیا تم جانتی نہیں۔"

وہ ہنس دی.... "اگر تمہیں یہ معلوم تھا تو یہ کیوں نہیں معلوم تھا کہ پہلے وہ گناہ سے روکتا ہے' توبہ کا درجہ تو دوم ہے' اول تو گناہ سے باز رہنا ہے۔"

یامین چکرا گیا۔ "تم درجوں تک پہنچ گئی ہو؟"

"اپنا درجہ معلوم ہوا تو دوسرے درجے یاد آئے۔ نچلے درجے پر آئی تو اوپر کے درجوں کو گنوا دینے پر رونا آیا۔"

"تم کسی عالم کی طرح باتیں کرنے لگی ہو۔ تمہیں اتنا مومن بننے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"گناہ گار بن گئی ہوں.... اب مومن کیسے بنوں گی؟"

"ہم نے کیا گناہ کیا ہے؟ کوئی گناہ نہیں کیا؟ محبت کرتے تھے ہم' شادی کرلی۔ غلطی تمہارے بابا نے کی۔ کیوں نہیں کی ہماری شادی؟"

"ہاں اتنی سی بات تھی کہ میں تم سے محبت کرتی تھی' پھر اس اتنی سی بات کے لیے میں خود کو کہاں سے کہاں لے آئی۔ ایک اتنی سے بات کے لیے میں نے اپنے ساتھ کیا کیا؟ اتنی سی چیز محبت کے لیے "اتنا" کچھ کردیا۔ ایک محبت ہی تو تھی۔ اگر ہم نے غلطی نہیں کی تو اب وہ محبت کہاں گئی جو مجھے تم سے تھی۔"

"اب تم پچھتا رہی ہو؟"

"میں تڑپ رہی ہوں۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تم نے اپنے ذہن پر بہت بوجھ ڈال لیا ہے۔ میں تمہیں کچھ ہفتوں کے لیے اکیلا چھوڑتا ہوں' تم آرام سے سوچنا۔"

"تم مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ دو یامین۔۔۔"

چند ہفتوں بعد وہ واپس آیا تو اس کا فیصلہ وہیں کا وہیں تھا۔ "خود سے الگ کر کے تم مجھے کیوں سزا دے رہی ہو؟"

"میں خود کو سزا دے رہی ہوں۔ آج سے شروع کروں گی تو کچھ کمی کروا پاؤں گی۔ رائی کے دانے کے برابر ہی سہی۔"

"میرے بدلے اب تمہیں رائی کا دانہ چاہیے۔"

"مجھ سمیت ہر چیز کے بدلے۔۔۔ اسے معمولی نہ سمجھو یامین۔"

وہ اپنی بات پر سختی سے قائم رہی۔ یامین بھی کسی صورت اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اسے ڈرانے کے لیے' پرانی محبت یاد دلانے کے لیے ایک دن اس نے تیز دھار بلیڈ اپنی گردن پر رکھ دیا۔

"میں خود کو مار لوں گا' تمہیں اپنا فیصلہ بدلنا ہوگا۔"

"تم ایک اور غلطی کرو گے۔"

"تم سمجھتی ہو میں مذاق کر رہا ہوں۔"

"میں سمجھتی ہوں تم وقت برباد کر رہے ہو۔"

"تم نے اکیلے ہی میرے اور اپنے لیے فیصلہ کر لیا۔ میں کیا کروں گا؟"

"وہی جو میں کروں گی۔"

اس کے ایسے رویے نے یامین کو اس قدر دل برداشتہ کیا کہ اس نے بلیڈ کو سختی اور تیزی سے اپنی گردن پر رگڑ دیا۔ جس وقت وہ فرش پر گرا اور اس کا خون پھیلنے لگا' اس وقت عدینہ کو احساس ہوا کہ اپنی جان دے دینا کس قدر بڑی قربانی ہے۔

"پھر میں نے یہ قربانی "یامین" کے لیے کیوں دی۔"

یامین گردن کے کٹنے سے تو نہیں مر سکا' لیکن عدینہ کے رویے کی سختی نے اس کا دل پاش پاش کر دیا اور وہ دماغ کی نس پھٹ جانے سے مر گیا۔

"شاید یامین خوش نصیب رہا۔" یامین کے مرنے کے بعد وہ اکثر کہہ دیتی۔

☆ ☆ ☆

سیبل نے اپنے باپ کو نہیں دیکھا تھا۔ گھر میں اس کی ایک بھی تصویر نہیں تھی۔ ہاں دعا میں وہ اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا کیا کرتی تھی۔

"جب تم تھوڑی سی بڑی ہو جاؤ گی تو تمہیں میرا ایک کام کرنا ہوگا؟" عدینہ اس سے اکثر کہتی۔

"میں آپ سے کتنی بار کہہ چکی ہوں کہ میں کر دوں گی۔ آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آتا۔"

"اگر میں مر جاؤں تو میں نے لاکر میں ریکارڈنگ کر کے رکھ دی ہے' تم وہ لے لینا۔"

"میں وہ لے لوں گی اور آپ کا کام کر دوں گی۔"

اسکول سے آنے کے بعد سیبل کا دل نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس گھر میں واپس آئے۔ اسے اپنی ماں سے کوفت ہوئی تھی۔ وہ عام ماؤں کی طرح نہیں تھی۔ وہ ہر وقت اس سے اپنا کوئی نہ کوئی کام کرواتی رہتی تھی' کچھ نہ کچھ پوچھتی رہتی تھی۔

"تم نے کل رات خواب میں کیا دیکھا؟"

"میں نے دیکھا کہ میں ایک درخت کے نیچے کھڑی ہوں۔ درخت کے سبز پتے میری جھولی میں گر رہے ہیں۔"

"اچھا۔۔۔ پھر کیا ہوا؟"

"خواب ختم ہو گیا۔"

"نہیں! تم یاد کرو وہاں کہیں قریب ہی میں بھی ہوں گی۔ سبزہ خوش حالی کی علامت ہوتا ہے۔ یاد کرو کوئی پتا میری گود میں بھی گرا ہوگا۔"

"مجھے یاد ہے' آپ وہاں نہیں تھیں۔ پھر میری آنکھ کھل گئی تھی۔"

اس کی ماں کو وہم تھا کہ خدا فرشتہ صفت "سیبل" کے ذریعے اسے اپنی معافی کا کوئی اشارہ دے گا۔ خواب کے ذریعے خیال یا الہام کے ذریعے۔ وہ سیبل کی باتوں کو غور سے سنتی۔ اسے کریدتی' سوال پر سوال کرتی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

ایک بار اس نے اس کے لیے لنچ بنایا اور وہ اسے اتنا اچھا لگا کہ اس نے کہہ دیا۔ "آپ بہت اچھی ہیں ماں۔"
کچن میں کام کرتی وہ جھٹکے سے پلٹی۔ "تمہیں کیسے پتا؟"
"کیا ماں۔۔۔"
"کہ میں اچھی ہوں۔۔۔"
"آپ نے مجھے اتنا مزے دار لنچ بنا کر دیا ہے اس لیے۔۔۔"
"تو تم یہ کہہ سکتی تھیں کہ لنچ اچھا ہے۔ تم نے یہ ہی کیوں کہا کہ میں اچھی ہوں۔ کس نے کہا تم سے مجھ سے یہ کہنے کے لیے۔"
"کون کہے گا؟" اس نے حیرت سے منہ کھول کر دیکھا۔
"خدا۔۔۔ وہ بچوں کے ذریعے بہت کچھ کہلوا دیتا ہے۔ فرشتے بچوں کے کانوں میں خدا کے پیغامات اتارتے ہیں۔"
"کیسے پیغامات؟"
"وہی پیغامات جو ہمیں چاہیے ہوتے ہیں۔ بچپن میں میری چھوٹی بہن بابا کو کہا کرتی تھی۔ "وہ آپ کو بلا رہا ہے۔" وہ آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہتی تھی۔ بابا سمجھے ان کی موت آنے والی ہے، لیکن دراصل خدا انہیں اپنے گھر مہمان نوازی کے لیے بلا رہا تھا۔"
"آپ بھی خدا کے گھر جانا چاہتی ہیں؟ آپ بھی مہمان بننا چاہتی ہیں؟"
"مہمانوں کی فہرست سے اپنا نام میں خود کٹوا چکی ہوں سیبل۔"
وہ سوتے میں نظر آنے والے اپنے خوابوں کی تعبیروں کو کتابوں میں کھنگالتی پھرتی۔ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ تعبیروں کو پڑھتے اس کے چہرے پر چمک آئی ہو۔
"آپ خدا کو چھوڑ دیں۔ بھول جائیں۔"
"اب اس نے چھوڑ دیا۔ پہل میں نے کی۔"
اس کا گھر میں رہنا اور عدینہ سے باتیں کرنا ایک عذاب سے کم نہیں ہوا کرتا تھا۔ وہ کوشش کرنے لگی کہ کم سے کم گھر میں رہے۔

"تم مجھ سے دور بھاگ رہی ہو نا؟"
"میں تنگ آچکی ہوں آپ کی باتوں سے۔ میرے دوست ہنستے ہیں آپ کی باتوں پر۔۔۔"
"میں چاہتی ہوں کہ وہ مجھ پر ہنسیں، سب مجھ پر ہنسیں، شاید پھر میرا بوجھ کم کر دیا جائے۔"
"آپ میرے دوستوں سے بھی کہتی ہیں کہ وہ خدا سے آپ کی سفارش کریں۔ آپ ان سے بھی ایسی باتیں کرتی ہیں۔"
"آخر اس میں برائی کیا ہے؟"
"اس میں اچھائی بھی کیا ہے؟"
"دعا کرنا اچھا ہوتا ہے سیبل۔۔۔!"
"تو پھر یہ اچھا کام آپ خود کریں۔"
"تمہیں اپنی ماں کے درد کو کچھ تو سمجھنا چاہیے۔"
"میری ماں کو بھی میری حالت کو سمجھنا چاہیے۔ مجھے آپ کی یہ الٹی سیدھی حرکتیں پسند نہیں ہیں۔"
"تمہیں اپنی ماں ہی پسند نہیں ہے۔"
"آپ نے کبھی کوشش ہی نہیں کی کہ میں آپ کو پسند کروں۔ آپ مجھے ہر رات عجیب و غریب کہانیاں سناتی ہیں۔ آپ کو کیوں یہ لگتا ہے کہ مجھے آپ کے ماں باپ میں دلچسپی ہوگی۔ آپ کی پہلی زندگی میں؟ آپ کے بھائیوں بہنوں میں؟ آپ کے بیٹوں میں؟"
"وہ تمہارے نانا، نانی ہیں، تمہارے بھائی ہیں۔"
"ماں! رشتے ناموں سے گنوا کر یاد نہیں کروائے جاسکتے۔ میں اور آپ اس گھر میں اکیلے رہتے ہیں، یہ ہی حقیقت ہے۔ اگر مجھے کسی میں دلچسپی ہے تو اپنے باپ میں ہے۔ بابا کی تصویر تک تو آپ مجھے دکھاتی نہیں ہیں۔ آپ سب کے بارے میں بتاتی ہیں ایک سوائے بابا کے۔۔۔"
"میں نے زندگی میں تم سے کبھی کچھ نہیں چھپایا۔ جیسے جیسے تم بڑی ہوتی جاؤ گی، میں تمہیں سب بتاتی جاؤں گی۔"
"مجھے کچھ بھی جاننے میں دلچسپی نہیں رہی۔ آپ صرف یہ بتادیں کہ آپ بابا کی تصویر مجھے کیوں نہیں دکھاتیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

"میں تو تمہیں اپنی شکل بھی نہیں دکھانا چاہتی۔ ہم دونوں تمہارے گناہ گار ہیں سیبل۔ ہم اندھے ہو گئے تھے۔ ہم نے تمہیں دنیا میں اکیلا کر دیا۔ اگر ہم گھر سے نہ نکلتے تو تم اچھے شریف خاندان میں پیدا ہوتیں۔ تمہاری اچھی تربیت ہوتی، تمہیں رشتے دار ملتے، تمہیں ان کی نیک تمنائیں ملتیں۔ تم دس سال کی ہونے والی ہو اور تمہیں آج تک کسی کی طرف سے نیک دعائیں نہیں ملیں۔"

"جب آپ دس سال کی تھیں تو کیا آپ کو ملی تھیں؟"

"میری ماں اٹھتے بیٹھتے کہا کرتی تھی کہ خدا تمہیں سرسبز و شاداب رکھے۔"

عدینہ کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ "اور ایسا ہوا... جب تک میں اپنے باپ کے گھر میں تھی ایسا ہی ہوا۔"

"نہیں ایسا نہیں ہوا۔ ایسا ہوتا تو آپ سنکی نہ ہو جاتیں۔ ثابت ہوا کہ نیک تمناؤں یا دعاؤں سے فرق نہیں پڑتا۔"

"دعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں۔ کیا پتا یہ سبزہ مجھے دوسرے جہاں میں مل جائے۔"

"اگر آپ اتنی ہی پرامید ہیں تو مجھے کیوں آدھی آدھی رات کو اٹھا کر کہتی ہیں کہ میں آپ کے لیے دعا کروں۔ آپ اپنی ماں کی دعاؤں کے سہارے وقت کیوں نہیں گزار لیتیں۔ آپ نے بابا سے شادی کی، یہ آپ کا فیصلہ تھا، اس فیصلے پر قائم رہیں۔ ہماری ٹیچر کہتی ہیں کسی بھی پروجیکٹ کی کامیابی کا انحصار اس پر کیے جانے والے اعتماد پر ہے۔ آپ کو اپنے کام پر یقین نہیں ہے تو آپ ناکام ہیں۔"

"جب تک مجھے میرے ٹھیک ہونے کا یقین تھا میں کامیاب تھی، جب میں نے حقیقی یقین پالیا، میں ناکام ہو گئی۔"

"پھر آپ ایسے حقیقی یقین کو بھول جائیں جو آپ کو ناکام کر رہا ہے۔"

"یہ بھی میں نے اب جانا ہے سیبل۔ حقیقی یقین جب حاصل ہو جائے تو پھر کچھ اور تمنا نہیں رہتی۔ سب دھواں نظر آنے لگتا ہے، سب گھاس پھوس ہو جاتا ہے۔"

"آپ اپنے ساتھ میری زندگی بھی برباد کر رہی ہیں۔ میری عمر دس سال ہے، لیکن آپ نے مجھے وقت سے پہلے بڑا کر دیا ہے۔"

"میں کسی بھی وقت تمہیں چھوڑ کر جا سکتی ہوں۔ تمہیں بڑا کر رہی ہوں تاکہ تم اکیلے زندگی گزار سکو۔"

"میں اکیلے زندگی گزارنے سے نہیں ڈرتی۔ میں آپ جیسی زندگی گزارنے سے نالاں ہوں۔"

"اللہ نہ کرے تمہیں مجھ جیسی زندگی گزارنی پڑے۔"

"آپ سمجھتی نہیں... میں اپنی زندگی میں کچھ بھی کروں گی، آپ کی طرح واویلا نہیں کروں گی۔"

"تمہیں واویلا نہ کرنا پڑے سیبل۔ کاش میں دعا کا حق رکھتی، کاش میں اپنا حق نہ گنوا دیتی تو میں تمہارے لیے دعا کرتی۔ میں دعا کرتی کہ... خدا سیبل کو اپنے پیاروں میں رکھے۔ خدا سیبل کو اپنا پیار عطا کرے۔"

"یہ دنیا دعاؤں پر چلتی ہے نا، میری زندگی چلے گی۔"

"یہ دنیا دعائیں قبول کرنے والے کی مرضی سے ضرور چلتی ہے"۔

☆ ☆ ☆

اسے اپنی ماں کے رویے کی جتنی عادت ہو چکی تھی اتنا ہی وہ اس سے عاجز آ چکی تھی۔ وہ زیادہ تر اپنی ماں سے دور رہنے کی کوشش کرتی۔ اپنے کمرے میں رہتی یا باہر، اپنے دوستوں کے ساتھ... ماں جاب سے آنے کے بعد کھانا بناتی اور خود بھی باہر نکل جاتی۔ وہ کانفرنسوں میں شریک ہوتی، اسکالرز کے لیکچرز سنتی، کتابیں پڑھتی، باقاعدگی سے لائبریری جاتی۔ ایسی کسی بھی کانفرنس سے آنے کے بعد وہ کچھ دن تو بہت پرسکون رہتی یا کسی اسکالر سے ملنے کے بعد وہ چند راتیں سکون سے سوتی۔

"وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں مجھ سے بھی زیادہ گناہ گار موجود ہیں۔ گناہوں کی زیادتی سے گھبرانا نہیں چاہیے،

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

خدا کی رحمت پر یقین رکھنا چاہیے۔"
وہ گنگناتے ہوئے کھانا پکاتی' کھانا کھاتی' اپنے بال بناتی' اچھے کپڑے پہنتی' دونوں خریداری کے لیے جاتیں' یا لنچ باہر کرتیں اور پھر چند دنوں بعد وہ پھر سے اسی حالت میں آجاتی۔ کمرہ بند کر کے روتی رہتی۔ کھانا پینا بھول جاتی اور سیبل کو دعا کرنے کے لیے کہتی۔
"آپ اپنے لیے خود ایک مصیبت بن چکی ہیں۔" سیبل چڑ کر کہتی۔
"یہ میرے بس میں نہیں سیبل!"
"تو کریں نہ بس میں اپنے... اپنا علاج کریں۔"
"بیمار تو میں نے خود کو کرلیا ہے' لیکن علاج میرے ہاتھ میں نہیں ہے... تم میرے لیے شفا مانگ لاؤ سیبل..."
"پلیز مجھ سے ایسی باتیں نہ کریں... آپ چاہتی ہیں میں آپ کا گھر چھوڑ دوں؟"
"میں نے سب کچھ چھوڑ دیا تو مجھے بھی چھوڑا جانا بنتا ہے' چھوڑ دو مجھے..."
اس نے کہہ تو دیا تھا کہ وہ فوسٹر ہوم چلی جائے گی' لیکن وہ جا نہیں سکی۔ کچھ بھی تھا لیکن اسے اپنی ماں سے ہمدردی تھی۔ تھوڑی سی ہی سہی لیکن وہ اپنی ماں سے محبت کرنے پر مجبور تھی۔
"آپ بھول کیوں نہیں جاتیں جو کچھ ماضی میں ہوا۔" ایک دن وہ اپنی ماں کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہہ رہی تھی۔
"تم دعا کرو میں بھول جاؤں..."
"ہر کام دعا سے نہیں ہوتا ماں..."
"دعا سے سب کام ہوجاتے ہیں۔"
"آپ گلٹ کا شکار ہیں۔ ایسا ہوجاتا ہے' لیکن اس کے لیے آپ اپنی اور میری زندگی برباد کر رہی ہیں' آپ نارمل نہیں ہیں۔"
"سیبل! تم میرے دل کی حالت نہیں جانتیں۔"
"جانتی ہوں' آپ کمرے میں بھی خود کو بند کرلیتی ہیں۔"
"ہاں...! کمرے میں وارڈروب میں' کپڑوں کے ڈھیر میں' میں خود کو چھپالیتی ہوں۔"
حیرت سے منہ کھولے وہ اپنی ماں کو دیکھنے لگی۔ یہ بات اسے پہلی بار معلوم ہوئی تھی۔ "آپ کو ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔"
"میں خدا سے چھپ جانا چاہتی ہوں۔ میرا باپ میری طرف اشارے کر کر کے خدا کو بتاتا ہوگا کہ دیکھو یہ ہے میری وہ بیٹی جس کے پیدا ہوتے ہی میں نے اپنا منہ اس کے کان سے لگا کر "اللہ اکبر" کہا تھا۔ وہ میری طرف اشارہ کرتا ہوگا اور پھر شرم سے منہ موڑ لیتا ہوگا۔"
"آپ خود تو پاگل ہو ہی چکی ہیں۔ آپ کا ارادہ مجھے بھی پاگل کردینے کا ہے۔ آپ کو مجھ پر ترس نہیں آتا۔"
"تمہیں مجھ پر ترس نہیں آتا سیبل!"
"مجھے آپ پر غصہ آتا ہے ماں...!"
عدینہ نے بے چارگی سے سیبل کو دیکھا۔ "آئندہ سے میں خاموش رہا کروں گی۔"
سیبل جانتی تھی کہ اس کی ماں جھوٹ بول رہی ہے' وہ کچھ دن خاموش رہنے کا تکلف ضرور کرے گی' لیکن پھر وہ پہلے سے بھی بدتر ہوجائے گی۔ جیسے ہی سیبل اسے میسر آئے گی وہ اس کے کانوں پر اپنی زبان کھول دے گی۔
"آپ شادی کرلیں۔" تیرہ سال کی عمر میں سیبل نے اپنی ماں کو مشورہ دیا۔
"تمہیں شرم آنی چاہیے اپنی ماں سے ایسی بات کرتے ہوئے۔"
"آپ کو زندگی کے ساتھی کی ضرورت ہے' جو آپ کے دکھ درد کو محسوس کرے۔"
"تم چاہتی ہو میں ایک اور گڑھے میں گر جاؤں۔"
"ایسا کوئی گڑھا نہیں ہے' جس میں آپ گری ہوئی ہیں' سب آپ کا وہم ہے۔"
"میں دودھ پینے والے احد اور اپنے باپ کی انگلی پکڑ کر مسجد جانے والے احمت کو پیچھے چھوڑ آئی ہوں۔ جیسے جیسے وہ بڑے ہو رہے ہیں' میرا گڑھا بڑا ہوتا جا رہا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ہے۔"

"آپ کسی اسکالر کے پاس جائیں اور سب قبول کرلیں، آپ کے دل کو اطمینان ہوگا۔"

"ایسا میں کئی بار کرچکی ہوں۔ اب تو جب تک میں زندہ ہوں مجھے یہ سب بھگتنا ہی ہوگا۔"

"تو پھر خاموشی سے بھگتیں، آپ یہ کیوں چاہتی ہیں کہ میں بھی بھگتوں؟"

☼ ☼ ☼

خاموشی وہ واحد چیز تھی جس کی ان دونوں کو اشد ضرورت تھی۔ سیبل خاموش رہتی، لیکن وہ عدینہ کو خاموش رہنے پر مجبور کرنے سے قاصر تھی۔ عدینہ اگر اس سے بات نہیں کرتی تھی تو پتا نہیں کن کن لوگوں کو کوسنے یا چائے پر گھر بلا کر ان کے سامنے روتی رہتی۔ ان سے لمبی لمبی باتیں کرتی۔ کبھی کبھی تو وہ انجان لوگوں کو اپنے گھر میں رکنے کی اجازت بھی دے دیتی اور رات دن ان کی خدمت گزاری میں ایک کردیتی۔ جیسے وہ لوگ اس کے نجات دہندہ ہوں۔ ان کے گھر میں ایک ہی کمرہ تھا، دوسرا کمرہ جو سیبل کا تھا وہ کمرے کے نام پر خاصا بڑا دھبا تھا۔ جب کوئی ایسا مہمان ان کے گھر آتا تو عدینہ اسے اپنا کمرہ دے دیتی اور خود وہ سیبل کے کمرے میں آجاتی۔ سیبل اب اس کی موجودگی میں سو نہیں سکتی تھی۔ جب وہ نو سال کی ہوئی تھی، تب سے ہی اس نے عدینہ کے ساتھ ایک ہی بیڈ پر سونے سے انکار کردیا تھا۔ وہ عدینہ کی حرکتوں سے تنگ آچکی تھی، اب وہ مزید انہیں نہیں جھیل سکتی تھی۔

عدینہ کو پارٹیشن لگوا کر بیٹھک کا کچھ حصہ اس کے کمرے کے طور پر مختص کرنا پڑا۔ سات آٹھ ماہ بعد عدینہ سیبل کے کمرے کو لینے کی ضد کرنے لگی۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کے کمرے میں پوری طرح سے اس کی نحوست کا قبضہ ہوچکا ہے، ایک سیبل کا ہی کمرہ بچا ہے جو ایسی نحوست سے محفوظ ہوسکتا ہے۔ سیبل کو اور کیا چاہیے تھا وہ اپنے چھوٹے سے کمرے کو چھوڑ کر عدینہ کے بڑے کمرے میں آگئی۔ کچھ عرصے بعد عدینہ نے وہ گھر بیچ دیا اور نیا گھر لے لیا۔ یہ ان کا اب تک کا چوتھا گھر تھا جو انہوں نے بدلا تھا۔ درمیان میں وہ کئی کرائے کے گھروں میں بھی رہتی رہی تھیں۔ سیبل اس صورت حال سے پریشان تھی۔ لیکن وہ عدینہ کو باز نہیں رکھ سکتی تھی۔ کمرے کی طرح جب گھر میں بھی اس کی نحوست در و دیوار میں سما جاتی تو وہ گھر بدل لینے پر بضد ہوجاتی۔

گھر بدلتے بدلتے شاید وہ سارا امریکہ چھان لیتی اگر اسے یہ ڈر نہ ہوتا کہ ایک دن وہ اچانک مرگئی تو سیبل کہاں جائے گی۔ اسے سیبل کے لیے گھر لینا ہی پڑتا۔ آج کل وہ جس گھر میں رہ رہی تھیں یہ انہیں اس لیے سستا مل گیا تھا، کیونکہ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ آسیب زدہ ہے اور پچاس سال پہلے یہاں ایک جوان لڑکی کا قتل ہوگیا تھا۔ جس کا قتل ہوگیا تھا وہ بدروح بن کر گھر میں گھومتی تھی۔ یہ بدروح کسی جوان لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑتی۔ پچاس سالوں میں بمشکل چند کرائے دار گھر میں آئے، وہ بھی مستقل نہیں رہ سکے تھے۔ گھر اتنا بڑا تھا کہ تین تو صرف بیڈ روم ہی تھے۔ گھر کے اطراف جو کھلی جگہ تھی اس کے اطراف باڑ لگی ہوئی تھی۔ باڑ کے اس طرف لگے درخت "میری" کے قاتل کے انتظار میں تھے۔ کھڑکیوں سے ٹکرا کر آنے والی ہوائیں "میری" کی آخری سانسوں کی بو سے بوجھل تھیں۔

سیبل کو کسی بدروح سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی، وہ خود ایک بدروح کے ساتھ رہتی رہی تھی۔ جب ڈیلر نے اس گھر کے بارے میں بتایا اور انہیں مشورہ دیا کہ اگر وہ بہادر اور روشن خیال ہیں تو اس مکان کو فوراً" خرید لیں۔ عدینہ تلخی سے مسکرادی۔

"میں تو چاہتی ہوں کہ یہ آسیب زدہ ہو۔ یہاں بدروح آباد ہو۔"

اس کی ماں نے اس گھر کو خریدنے میں اتنی جلدی کی اور اتنے جوش کا اظہار کیا کہ ڈیلر تشویش میں مبتلا ہوگیا۔ ماں کو تو ایک قیمت میں دو چیزیں مل رہی تھیں۔ گھر بھی اور مفت میں بدروح بھی۔ اب وہ اکثر رات کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ساری بتیاں بجھا کر موم بتی ہاتھ میں لے کر گھر کے چکر لگایا کرتی۔ ایک دن سیبل نے ماں کو تہ خانے میں موم بتی کو فرش پر رکھے اندھیرے میں زمین پر بیٹھے دیکھا۔ وہ ہولے ہولے کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟"

"میں میری کا انتظار کر رہی ہوں۔"

"آپ اس کا انتظار کیوں کر رہی ہیں۔ وہ مر چکی ہے' بلکہ قتل ہوئی ہے۔"

"اگر وہ واقعی بدروح ہے تو وہ مجھے بھی بہت کچھ بتا دے گی۔"

"آپ بدروحوں کو تو چھوڑ دیں' آپ انہیں بھی میرے جیسا بنانا چاہتی ہیں۔"

"جیسے انسان ایک دوسرے سے ملتے ہیں' وہ بھی باقی کی روحوں سے ملتی ہوگی' وہ بابا سے ملی ہوگی۔"

"ہم ان انسانوں سے ملتے ہیں جنہیں ہم جانتے ہیں' وہ آپ کے بابا کو نہیں جانتی۔"

"میں اسے بابا کے بارے میں بتاؤں گی' وہ جان جائے گی۔"

"ہاں جان جائے گی' اگر وہ اجرت پر کام کرنا چاہتی ہو یا وہ آپ کے کام آنا چاہے۔ اگر وہ سمجھ دار ہوئی تو وہ آپ کے پاس آنے کی غلطی ہرگز نہیں کرے گی۔"

وہ واقعی سمجھ دار نکلی تھی اور اس نے عدینہ کے پاس آنے کی غلطی نہیں کی۔ پھر بھی عدینہ اکثر اسے راتوں کو تلاش کیا کرتی تھی۔ اس کے کان ہر وقت کھڑے رہتے اور اسے لگتا کہ میری اب آئی کہ اب آئی۔ اس نے میز پر موم بتی جلا کر کچھ لکیریں کھینچ کر بھی اسے بلانا چاہا' لیکن وہ نہیں آئی۔

"تم نے دیکھا ایک بدروح بھی مجھ سے دور بھاگتی ہے۔"

"آپ کو یقین ہے کہ یہاں کوئی بدروح رہتی ہے۔"

"ہاں یقین ہے۔ جیسے میں اس دنیا میں رہتی ہوں۔"

"آپ بدروح نہیں ہیں۔"

"اس سے بہتر بھی نہیں ہوں۔"

سیبل کے جو چند ایک دوست تھے' اب وہ انہیں اس گھر میں نہیں لا سکتی تھی' البتہ وہ اکثر ان کے گھر جایا کرتی تھی۔ دوسروں کے گھروں کا ماحول اسے اپنے گھر سے اور بددل کر دیتا تھا۔ کتنا اچھا ہوتا اگر اس کے گھر کا ماحول بھی نارمل ہوتا۔ اس کی ماں جاب سے آتی' میز پر کھانا لگاتی' وہ مل کر ٹی وی دیکھتیں اور پھر سو جاتیں۔

☼ ☼ ☼

وہ سو رہی تھی کہ ام ہانی نے اسے جگایا۔ "میں تمہارے پاؤں کی رسّی ڈھیلی کر دیتی ہوں' تم کونے میں موجود اس بھوسے کے اندر دبک جاؤ۔"

اس نے رسی ڈھیلی کر دی تب بھی وہ اپنی جگہ سے ہلی تک نہیں۔ سیبل نے ام ہانی کی دو انگلیاں بے کار کر دی تھیں۔ اس نے ہاتھ پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔ بالآخر وہ خود ہی اسے بھوسے کے ڈھیر کی طرف گھسیٹنے لگی' جبکہ وہ خود کو اس ڈھیر سے دور رکھ رہی تھی۔ ایسا کرتے ہوئے وہ خود تو ہانپنے ہی لگی تھی' سیبل کا بھی تکلیف کے مارے برا حال تھا۔

"تم میرے ہاتھ کھولو' میں تمہاری دونوں ٹانگیں بھی بے کار کر دوں گی۔" سیبل نے دل میں سوچا۔

"آخر کار اسے اس کے گرد اجناس کی بوریوں کا ڈھیر لگانا پڑا۔ کچھ بوریاں وہ گھر کے دوسرے حصے سے گھسیٹ کر لائی' کچھ اور سامان اور بستر بھی۔۔۔"

"میرا شوہر کام کے لیے باہر ہے' بچوں کو تمہارے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ میں اکیلی یہ سب نہیں کر سکتی' تم سمجھ کیوں نہیں رہی ہو۔"

تھوڑی بہت حرکت سے وہ جتنا کر سکتی' اتنا وہ کر رہی تھی۔ وہ اس کے لائے سامان کو گرا رہی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم موسیٰ تمہیں یہاں کیوں لایا ہے۔ اپنی دو انگلیاں میں تمہارے منہ سے شہید کروا چکی ہوں۔ آگے بھی مجھے نظر آ رہا ہے کہ تم کم سے کم میرا ایک ہاتھ تو بے کار کر کے ہی جاؤ گی' لیکن پھر بھی میں تمہیں نوالے بنا کر کھلانے کے لیے تیار ہوں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

میں سارا دن' اور میرا شوہر ساری رات اپنے گھر کا پہرہ دیتے ہیں۔ میں دن بھر گھر کے دروازے پر کھڑی ہو کر دیکھتی رہتی ہوں کہ کوئی آ نہ جائے۔ جیسے ہی کوئی گاڑی یا اجنبی مجھے آتا ہوا نظر آتا ہے میرا دل پتے کی طرح کانپنے لگتا ہے۔ تمہیں یقین کیوں نہیں آرہا کہ میں تمہیں نقصان پہنچانا نہیں چاہتی۔ ایک گاڑی دو گھنٹے سے گاؤں میں گھوم رہی ہے۔ میں نے سوچا تمہیں چھپا دوں۔"

اسے یقین آگیا کہ وہ اسے نقصان پہنچانا نہیں چاہتی' کیونکہ اسے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ موسیٰ اسے وہاں کیوں چھوڑ کر گیا ہے۔ وہ تو جانتی ہی نہیں تھی کہ موسیٰ اور اس کے درمیان کیا چلتا رہا ہے۔ فریڈرک اسے ڈھونڈ رہا ہوگا اور جب تک فریڈرک یہاں ہے موسیٰ یہاں آنے کی غلطی نہیں کرے گا۔ لبنان کی ساری پولیس فریڈرک نے اکٹھی کرلی ہوگی۔ وہ زیادہ دن تک اس کمرے میں بند نہیں رہ سکے گی۔

رات کو وہ اس کے لیے کھانا لائی اور اس کے منہ میں نوالے بنا بنا کر ڈالنے لگی اور اس کی دو کی طرح تیسری انگلی بھی سیبل نے اپنے دانتوں میں دبالی' اس بار پہلی دو سے زیادہ شدت سے۔ ام ہانی اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ میں لپیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ دونوں ہاتھ اس نے اپنی گود میں رکھ لیے۔ سیبل مزے سے ام ہانی کو دیکھ رہی تھی' تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"جب تم نے میری پہلی انگلی اپنے منہ میں لی تھی تو مجھے یاد آیا تھا کہ جب میں چھوٹی تھی تو میں نے ایک کتے کو اتنے پتھر مارے تھے کہ وہ بلبلا کر وہاں سے بھاگ گیا تھا۔ اس سے پہلے مجھے اپنا یہ گناہ یاد نہیں تھا۔ جب تم نے میری دوسری انگلی اپنے منہ میں لی تو مجھے یاد آیا کہ ایک دن میں پہاڑ پر' درخت کے سائے میں بیٹھی تھی کہ میں نے دور سے ایک ضعیف راہ گیر کو آتے دیکھا۔ میں اسے اس وقت تک دیکھتی رہی تھی جب تک وہ گڑھے میں گر نہیں گیا۔ میں جانتی تھی اس راستے میں گڑھا ہے۔ میں اس انتظار میں تھی کہ بوڑھا کب اس گڑھے میں گرتا ہے اور اسے گرتا دیکھ کر میں کیسے لطف لیتی ہوں۔ بوڑھے کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور میں کافی لطف اندوز ہوئی تھی۔ آج تم نے میری تیسری انگلی اپنے دانت سے چبائی ہے اور مجھے یاد آرہا ہے کہ میں زمین پر بیٹھ کر چیونٹیوں کو اپنی انگلیوں کے نیچے مسلا کرتی تھی' تم نے بھی ٹھیک ویسے ہی میری انگلی کو اپنے دانتوں سے مسلا ہے۔"

سکوت اگلے حکم تک کمرے کا دربان رہا۔

"میں اپنے اور گناہ یاد کرنا چاہوں گی۔ میں صبح تمہیں پھر کھانا کھلانے آؤں گی۔"

سیبل کو اگلی صبح کا انتظار تھا' وہ اس کی چوتھی انگلی جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی اور اسے یاد آئے گا کہ اس نے سیبل کو اغوا کرنے والے کی مدد کا گناہ کیا ہے۔

☆ ☆ ☆

بحر سیاہ میں نیند خانہ بدوش بنی' خواب چشم کو اکھاڑنے پر کمربستہ رہی۔

اس حالت میں وہ اتنی دیر سے تھی کہ اگر اب اسے کھول دیا جاتا تو اسے کافی وقت لگتا اپنے جسم کو درست حالت میں لانے میں۔ آنکھیں کھولتے ہی اسے روشنی کا احساس ہوا۔ اس نے سر کو گھمایا تو اس کے عین پیچھے دیوار سے کمر لگا کر بیٹھا' موسیٰ نظر آیا۔

"السلام علیکم....." اس کے متوجہ ہونے پر اس نے کہا۔

اس نے نفرت سے اپنی گردن واپس موڑ لی۔ کچھ دیر بعد وہ اٹھ کر بیٹھی اور دیوار سے کمر لگا کر سانس درست کرنے لگی۔

"میں تم پر سلامتی بھیجتا ہوں۔" اسے موسیٰ لب بھینچے ہنستا ہوا نظر آیا۔ وہ ہنس سکتا تھا' لطف لے سکتا تھا' یہ سب اس نے اسی لیے تو کیا تھا' تاکہ وہ ایک ایک بات اس کے منہ پر واپس مار سکے۔

موسیٰ افسوس کرنے کے لیے تیار تھا کہ اس کا منہ بندھا ہوا ہے اور وہ دوبدو جواب نہیں دے سکتی۔

"یہ پانی پی لو..... میں تمہارا منہ کھول دیتا ہوں' لیکن

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

شور نہ کرنا' پھر کچھ کھالینا۔"

اس نے اپنا سر ہلا کر رضامندی دی کہ وہ چلائے گی نہیں' لیکن اس نے جیسے ہی اس کا منہ کھولا' اس نے چیخیں مارنا شروع کردیں۔ اسے جلدی سے پھر سے اس کا منہ باندھنا پڑا۔

"اسی لیے ہوٹل میں بھی تمہارا منہ بند کرنا پڑا تھا۔ ضد کبھی بھی سودمند نہیں ہوتی۔" وہ تاسف سے بولا۔

"میں نے تمہیں یہاں رکھا ہوا ہے' تمہارے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہیں' تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ تمہیں میری بات مان لینی چاہیے۔ اپنا غصہ اور ضد مجھے نہیں دکھانی چاہیے۔"

اس کی آنکھیں گواہی دے رہی تھیں کہ اگر اس کے ہاتھ بندھے ہوئے نہ ہوتے تو وہ اسے بتاتی کہ بات ماننا کسے کہتے ہیں۔

"خدا تو بندے کو ایسے بے بس نہیں کرتا' نہ وہ ہاتھ باندھتا ہے' نہ منہ سیتا ہے' نہ سماعت چھینتا ہے اور نہ بینائی۔ وہ تو آزاد چھوڑ دیتا ہے۔ پھر بھی ہم اسے اپنی اکڑ دکھاتے ہیں۔" رک کر اس نے سیبل کو دیکھا جو اسے کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"صیام فہمی اور تمہارا دوست فریڈرک تمہیں تلاش کررہے ہیں۔ تم انہیں اتنی شدت سے مطلوب ہو کہ تمہارے لیے وہ چند لوگوں کے سر قلم کرنے کے لیے بھی تیار ہیں' ہر انسان اپنے فائدے کے لیے دوسروں کو مارنے کے لیے تیار ہے۔ ہر انسان اپنی طلب میں اندھا ہے۔ انہوں نے ہوٹل میں بھی کافی توڑ پھوڑ کی۔ ہوٹل کا مالک کافی زخمی ہے۔ میں بھی اسی لیے یہاں نہیں آسکا کہ انہیں مجھ پہ شک نہ ہوجائے۔ تمہارے کمرے کی کھڑکی سے بستر کی چادر باندھ کر لٹکا دی گئی تھی۔ گاؤں سے شہر جانے والے راستے پر تمہاری کچھ چیزیں پھینکی گئیں۔ تمہارا پاسپورٹ اور باقی کاغذات میرے پاس ہیں۔ کچھ لوگوں نے اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے انہیں یہ بتایا کہ انہوں نے تمہیں رات کے اندھیرے میں شہر کی طرف جانے والے راستوں پر دیکھا تھا۔ تمہیں ان سے چھپانے کی میں نے پوری کوشش کی ہے اور ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔

میری بہن ام ہانی بہادر عورت تو ہے' لیکن جلد تھک جاتی ہے۔ وہ تھک کر تمہاری ذمہ داری میں کوتاہی نہ کردے۔ اس لیے مجھے یہاں آنا پڑا۔ تم نے اس کی تین انگلیاں زخمی کردی ہیں۔ انسان کو دوسروں کو اتنی ہی تکلیف دینی چاہیے جتنی وہ وقت پڑنے پر خود بھگت لے۔ میں تمہیں یہاں لے کر آیا ہوں' اس لیے تم اپنا غصہ مجھ پر نکال سکتی ہو۔ ام ہانی کو اپنے تین بچوں کے لیے کھانا بنانا ہوتا ہے اور ایک ہاتھ سے معذور شوہر کی دیکھ بھال کرنی ہوتی ہے۔ جب میں تمہارا منہ اور ہاتھ کھول دوں گا تم میری ساری انگلیاں چبا جانا میری گردن نوچ لینا' میری ٹانگیں توڑ دینا۔"

"ہاں یہ ایسا کہہ سکتا ہے' کیونکہ کبھی وہ نوبت آئے گی ہی نہیں کہ میرے ہاتھ کھلے ہوں گے اور میں اس کی گردن نوچ رہی ہوں۔"

"اگر تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو تو میں تمہارا منہ کھول سکتا ہوں' لیکن اگر تم چیخیں تو پھر میں سختی کرسکتا ہوں۔"

اس نے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ منہ کھول دے۔ اس نے منہ کھولا تو اس نے اس پر تھوک دیا۔

"تم تو مومن ہو' مجھ جیسی غلاظت کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے' یہ بتاؤ کن غلیظ ہاتھوں میں مجھے دینے والے ہو؟"

موسیٰ نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔ "تم سمجھتی ہو کہ جو تم سمجھتی ہو وہی ٹھیک ہے۔ یہ ہی تمہارا سب سے بڑا قصور ہے' خود کو ٹھیک سمجھنا۔" کہہ کر وہ چلا گیا۔

دن میں اس کی بہن پھر کھانا لے کر آئی اور اس کے تین بچوں اور معذور شوہر کے بارے میں جاننے کے باوجود اس نے اس کی چوتھی انگلی کو اپنے جبڑے میں پھنسالیا اور اس بار وہ اس کے سامنے ہی گھٹنوں کے بل جھک کر زار زار رونے لگی۔

"میں دنیا کے دھندوں میں الجھی ہوئی ہوں اور آرام کی اتنی عادی ہوگئی ہوں کہ خدا کی راہ میں بیٹھ کر اسے پانے کے لیے تیار ہی نہیں' کیسی گناہ گار ہوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

میں۔"

"اقرار خدا رسیدہ تھا... ساعت ادائے نماز..."

میبل چپ چاپ ام ہانی کو دیکھنے لگی۔

☼ ☼ ☼

عدینہ چپ چپ رہنے لگی تھی۔ وہ میبل سے بھی کوئی بات نہیں کرتی تھی۔ میبل کو تشویش ہوئی۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ کچھ دنوں سے آپ بہت خاموش رہنے لگی ہیں۔"

"میں بہت خوف زدہ رہنے لگی ہوں میبل..." کپکپاتی آواز میں عدینہ نے کہا اور پھر خاموش ہو گئی۔

میبل کو عدینہ پر بہت ترس آیا۔ وہ دن بہ دن کمزور ہوتی جارہی تھی۔ کھانا بھی برائے نام کھاتی تھی۔ سودا سلف کی خریداری بھی میبل کو کرنی پڑتی تھی۔ ایک دن وہ سارا دن بستر پر پڑی رہی' نہ منہ دھویا' نہ کچھ کھایا' میبل نے زبردستی چند نوالے کھلائے تو وہ بھی اس نے اگل دیے۔ "آپ بیمار بھی نہیں ہیں' پھر اس سب کا کیا مطلب ہے؟"

"دیکھو میں بیمار بھی نہیں ہوتی' دو دن سے کچھ نہیں کھایا' پھر بھی بیمار نہیں ہوئی۔"

میبل نے کوفت سے اسے اکیلا چھوڑ دیا' لیکن آخر کب تک' وہ پھر اس کے پاس آئی۔

"ایک ہفتے سے آپ اپنی جاب پر نہیں گئیں' گھر میں بند ہیں' وہ آپ کو کام سے نکال دیں گے تو مجھے جاب کرنی پڑے گی' آپ میرے مستقبل کے بارے میں کیوں نہیں سوچتیں۔"

عدینہ ٹکٹکی باندھ کر میبل کو دیکھتی رہی۔ "تم میرا ایک کام کردو گی میبل؟"

میبل نے سہم کر عدینہ کو دیکھا۔ "میں دعا کردیتی ہوں۔ بس یہ ہی کروں گی' وہ بھی یہیں بیٹھ کر..."

"ہاں! تم دعا کرو میرے لیے' اپنی ماں کے لیے' تم دوسرے لوگوں سے بھی کہو..."

"میں اپنی دوستوں کو اپنے گھر نہیں لاؤں گی' وہ اب تک میری تذلیل کرتی ہیں۔"

"تمہاری دو ستیں نہیں! اللہ کے بندے..."

"آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟"

"میبل! تم اپنا ایک دن مجھے دے دو' میں تمہاری منت کرتی ہوں' تمہاری ماں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہے۔"

"ماں! رونا بند کریں۔ میری جان چھوڑ دیں اب۔"

وہ اس ایک دن کا مطلب جانتی تھی۔ جب وہ سات سال کی تھی تب بھی اس نے یہ ایک دن اپنی ماں کو دیا تھا۔ اس کی ماں نے اسے چند جملے ازبر کرادیے تھے اور ایک مصروف شاہراہ پر چھوڑ دیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بورڈ تھا جس پر لکھا تھا۔ "اسٹاپ! سن می پلیز!" وہ جس کے پاس جاکر کھڑی ہوتی وہ رک جاتا اور جھک کر اس کے پاس بیٹھ جاتا۔

"کہو میں سن رہا ہوں۔"

"مسٹر! میری ماں بہت بیمار ہے' خدا ان سے ناراض ہے' آپ ان کے لیے دعا کردیں۔"

"خدا تمہاری ماں سے راضی ہو۔"

"مس میری ماں کو خدا کی مہربانی چاہیے' آپ دعا کردیں۔"

"خدا تمہاری ماں پر مہربان ہو۔"

"سر! ماں کو خدا دوست بنانے کے لیے تیار نہیں ہے۔ آپ دعا کریں خدا ماں کا دوست بن جائے۔"

"خدا تمہاری ماں کو دوست رکھے۔"

کچھ لوگوں نے اس کے گالوں پر پیار کیا اور... کچھ لوگوں نے اس سے باقی کی تفصیل پوچھنی چاہیے۔ کچھ نے اس کی ماں کو گالیاں دیں جو ایک بچی سے یہ کام لے رہی تھی۔ دو گھنٹے بعد ماں اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے آئی اور اسے کھانے کے لیے اس کی پسند کا کیک دیا۔

چھ سال بعد وہ پھر سے اسے وہی سب کرنے کے لیے کہہ رہی تھی۔

"میں انکار کرتی ہوں' اب آپ مجھ سے مزید نہیں کھیل سکتیں۔"

"میں نے سنا ہے کہ خدا کے بندے بھیس بدل کر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

انسانوں میں چلتے پھرتے ہیں' خدا ان کی دعائیں رد نہیں کرتا۔"

"کیا آپ خدا کا بندہ نہیں ہیں؟"

"بندہ تو ہوں' لیکن پیارا نہیں۔"

"میں انکار کرتی ہوں' صاف انکار۔" وہ کہہ کر چلی گئی۔ وہ کب تک اپنی ماں کے ہاتھ میں کھلونا بن سکتی تھی۔ اس کی ماں تو کہیں بس ہی نہیں کر رہی تھی۔ اگر اس کا کوئی دوست اسے دیکھ لیتا تو؟ کتنی قابل شرم بات تھی کہ وہ سڑک پر راہ گیروں کو روک روک کر یہ کہے کہ وہ اس کی گناہ گار ماں کی بخشش کے لیے دعا کریں۔ وہ اپنا تماشا بنوائے اس سے بہتر ہے' وہ دریا میں چھلانگ لگا دے۔

خاموشی عدینہ کو دیمک بن کر کھوکھلا کرنے لگی۔ اس نے کھانا پینا تقریباً" ترک کر دیا۔ ایک دن وہ اسکول سے آئی تو اس نے اسے مردہ لوگوں کی طرح بے حس و حرکت پایا۔ وہ ماں کی اس حالت پر بلبلا اٹھی۔

"کیسا خدا ہے ماں آپ کا؟ وہ آپ کو اتنی تکلیف میں دیکھ رہا ہے؟"

"کیسی تکلیف؟ مجھے تو کبھی کوئی تکلیف نہیں ملی۔ جب سے میں امریکا آئی ہوں میں کسی بھی مسئلے سے دوچار نہیں ہوئی۔ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ میں کبھی بیمار نہیں ہوئی۔ لوگ حیران ہوتے ہیں جب میں انہیں یہ بتاتی ہوں۔ مجھے اچھی سے اچھی جاب ملی ہے۔ کبھی میرے پاس پیسے ختم نہیں ہوئے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھے ٹھنڈ لگی ہو' فلو ہوا ہو' میرے سر میں درد ہی ہوا ہو۔ مجھے تو امریکا کی نیشنلٹی بھی آرام سے مل گئی۔ مجھ پر کوئی تو مصیبت آئے کہ مجھے معلوم ہو کہ مجھ پر آزمائش آئی ہے۔ دیکھا تم نے' اب میں آزمائش کے قابل بھی نہیں ہوں۔"

"آپ خدا کو بھول کیوں نہیں جاتیں؟"

"بھول ہی تو گئی تھی میں۔ اب وہ میرے دل پر ایسے قابض ہو گیا ہے کہ مجھے کسی پل چین نہیں۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ میں خدا سے اتنی محبت کرنے لگوں گی۔ وہ میرے لیے اتنا خاص ہو جائے گا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ اسے کیا پسند ہے اور کیا ناپسند ہے۔ مجھے اس کی اتنی پرواہ ہو جائے گی' مجھے پتا ہوتا تو میں سب کچھ کر لیتی بس ایک اسے ناراض نہ کرتی۔ دیکھو خدا کی محبت مجھ پر کب آشکار ہوئی' جب میں محبت کرنے والوں کے دائرے سے ہی نکل گئی۔ جب میں خالی ہاتھ ہو گئی۔ کیا تم میرا کام کرنے کے لیے تیار ہو؟"

"نہیں... ہرگز نہیں..."

پہلے تو ماں نے درخواست گزار انداز سے سبیل کو دیکھا' پھر وہ اٹھی اور کرسی پر بیٹھی سبیل کے پاس آئی اور اس کے قدموں میں بیٹھ گئی اور اپنا سر سبیل کے قدموں میں رکھ دیا۔ "مجھے معافی دلوا دو سبیل۔ میرے لیے کوئی خدا کا بندہ ڈھونڈ لاؤ۔ مجھے کوئی خدا کا پیارا تلاش کر دو جس کی بات خدا رد نہ کرے۔ میرے لیے اسے ڈھونڈ لاؤ سبیل۔ میرے لیے وہ دعا کروا دو جسے مقبول نہ کیا جائے۔ میرے لیے کوئی عیسیٰ جیسا لے آؤ کہ وہ میرے زخم مندمل کر دے' کوئی موسیٰ جو خدا سے میرے لیے کلام کرے' میرے لیے درخواست کرے۔"

کھڑکیاں کھل گئیں' میری کی آخری سانسوں سے معمور ہوا سبیل کے کانوں سے دہن میں گھس گئی۔ اس کی ماں کا سر اتنا وزنی ہو گا اسے اندازہ نہیں تھا۔ اس کی ماں کے آنسو اتنے طاقتور ہوں گے اسے معلوم نہیں تھا۔ "خدا کا پیارا؟ عیسیٰ' موسیٰ؟" اس کا دل بوجھل ہو گیا۔ وہ تیزی سے گھر سے باہر بھاگی اور دور بہت دور تک بھاگتی رہی۔ تھک گئی تو سڑک کے کنارے بیٹھ کر ہانپنے لگی۔

"کیا تم ٹھیک ہو؟" ایک بوڑھا جھک کر اس سے پوچھ رہا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"میں ٹھیک نہیں ہوں۔ میری ماں بھی ٹھیک نہیں ہے۔ ماں چاہتی ہے کہ اس کے لیے دعا کی جائے۔ وہ چاہتی ہے کہ اسے خدا سے معافی دلوا دی جائے' آپ میری ماں کے لیے دعا کر دیں۔"

"خدا تمہاری ماں پر رحم کرے..."

اس نے خود کو کھڑا کیا اور اپنے قدموں کو چلنے پر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

مجبور۔

"میری ماں بہت تکلیف میں ہے' اس نے جوانی میں اپنے شوہر اور دو بچوں کو چھوڑ دیا تھا' وہ گھر سے بھاگ آئی تھی' اپنے گناہوں پر اسے خدا سے شرم آتی ہے' اس کا ماننا ہے کہ اسے معافی نہیں ملے گی' آپ خدا سے اس کے لیے دعا کردیں۔"

"خدا اسے معاف کرے...."

وہ روتی جارہی تھی اور اپنی آنکھیں پونچھے بنا جو جو ملتا جارہا تھا اس کا راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی تھی۔

"سر پلیز' ایک منٹ میری بات سنیں۔" "میری ماں کا کہنا ہے کہ اللہ کے پیارے بھیس بدل کر ہم انسانوں میں گھومتے ہیں' اگر آپ وہ پیارے ہیں تو پلیز میرے گھر چلیں' میری ماں کا ہاتھ پکڑ کر اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر اسے خدا کا پیار دلوادیں۔"

"کون خدا' میں کسی خدا کو نہیں جانتا' میں دعا نہیں کرتا' دفعان ہو جاؤ۔"

"مس! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گی' میری ماں کا نام عدینہ ہے' وہ میرے باپ سے محبت کرتی تھیں اور اس محبت میں انہوں نے سب چھوڑ دیا' اب انہیں لگتا ہے کہ خدا نے انہیں چھوڑ دیا' انہیں اب خدا واپس چاہیے' دعا کیجئے خدا انہیں واپس مل جائے۔"

"کیا تم پاگل ہو' جاؤ کسی پادری کے پاس...."

"میری ماں کا ماننا ہے کہ اس پر عرصے سے کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی' اس کی آزمائش نہیں کی گئی' دعا کیجئے کہ اس پر کوئی آزمائش آجائے' وہ اس کے لیے بھی تیار ہے کہ اسے کینسر ہو جائے اور وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرجائے۔ آپ دعا کیجئے۔"

"تم اپنے حواسوں میں نہیں ہو۔"

دن برگزیدہ ہوگیا.... شام اعتکاف سے نکل آئی۔

بروکلین کی سڑکوں کو اپنے قدموں سے روند کر وہ پیچھے چھوڑتی رہی۔ اس نے ان سڑکوں پر چلنے والا ایک راہ گیر بھی نہیں چھوڑا۔ اس نے سب کو روکا۔ وہ آج خدا کا وہ بندہ ڈھونڈ کر ہی رہے گی جس کی بات خدا رد نہیں کرے گا۔ جو خدا سے دعا کرے گا۔ جو خدا سے کلام کرے گا۔

"مجھ پر مہربانی کیجئے' میرے ساتھ میرے گھر آئیں' میری ماں کو صالح موت دلوادیجئے۔"

"تمہیں اور تمہاری ماں کو ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔"

"خدا آپ پر مہربان ہو' میری ماں پر مہربانی کی دعا کیجئے۔"

"دیر ہو چکی ہے ہم سب نے خدا کو ناراض کردیا ہے...."

"آپ کا چہرہ جس سکون سے منوّر ہے میری ماں اس سکون کے لیے ترستی ہے۔ دعا کیجئے اس کا چہرہ بھی ایسا ہی روشن ہو جائے۔"

"خدا تمہاری ماں کو بھی ایسا ہی سکون عطا کرے۔"

"کیا آپ وہ ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی' میری ماں کے لیے ایک "مقدس" دعا کردیں۔"

دن رخصت ہوا شام رات کی میزبان ہوئی۔

"کیا آپ خدا کے بندے ہیں؟"

"کیا آپ خدا کے پیارے ہیں؟"

"کیا خدا آپ کی دعائیں قبول کرتا ہے؟"

"کیا آپ اصحاب الیمین ہیں؟"

شام خرقہ پوش ہو چکی.... رات "محب رب" رہی۔

آخری وقت تک وہ تھک کر وہ چور ہو چکی تھی۔ لیکن وہ بس نہیں کر رہی تھی' وہ سارے شہر میں' ساری دنیا میں خدا کا بندہ ڈھونڈ نکالنا چاہتی تھی۔ لوگوں کی بھیڑ میں اس نے ایک ایک کو الگ الگ کہا۔ اونچی نیچی عمارتیں اس کی اس تلاش کی گواہ تھیں۔ اندھیرے کو روشن کرتی روشنیاں اس کی ادا پر فدا تھیں۔ سڑکوں اور فٹ پاتھوں کی مٹی اس پر نثار تھی۔

اگلی صبح اس کی آنکھ کھلی تو اسے یاد آیا کہ وہ تیور اکر کہیں گر گئی تھی۔ جہاں وہ گری تھی اگلے دن وہ وہیں پائی گئی تھی۔ وہ اپنے گھر سے بہت دور آچکی تھی۔ راہ گیر سے مانگ کر اس نے پانی پیا اور گرتی پڑتی گھر واپس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آئی۔ اپنے پیٹ میں جلدی سے کچھ انڈیلنے کے بعد وہ اوپر ماں کے کمرے کی طرف بھاگی۔ اس کی ماں اسی انداز میں بیڈ پر موجود تھی جس حالت میں وہ اسے چھوڑ کر گئی تھی۔ اسے ماں کے انداز پر حیرت ہوئی۔ کیا اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ رات بھر گھر نہیں آئی اور اس کے لیے بروکلین کی شاہراؤں پر خدا کا پیارا ڈھونڈتی رہی ہے۔

"میں نے خدا کے کئی پیارے ڈھونڈے لیے ماں! انہوں نے آپ کے لیے دعا کی۔" وہ چلّا اٹھی۔

عدینہ بیڈ سے اچھل کر کھڑی ہو گئی "کب؟"

"میں بہت سارے لوگوں سے ملی' انہوں نے آپ کے لیے دعا کی۔ میں نے کسی کو نہیں چھوڑا۔ خوش ہو جائیں اب۔"

"تم سچ بول رہی ہو؟"

"آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میں رات بھر گھر نہیں آئی؟"

"رات؟ رات آئی تھی؟ رات گزر بھی گئی؟"

"ماں اب ٹھیک ہو جاؤ۔ بس اب ٹھیک ہو جاؤ۔" وہ اپنی ماں کے پیروں میں بیٹھتی چلی گئی۔

"مجھ سے اپنی اولاد ہونے کا اتنا زیادہ خراج نہ لو۔ جس خدا نے تمہیں چھوڑ دیا ہے' مجھے اس خدا کو چھوڑ دینے پر مجبور نہ کرو۔"

☼ ☼ ☼

وہ اللہ کا کوئی پیارا نہیں ڈھونڈ سکی تھی۔ بروکلین کے بازاروں اور فٹ پاتھوں پر بھیس میں چھپا اسے کوئی نہیں ملا تھا۔ اگر ڈھونڈ لیا ہوتا تو سب ٹھیک ہو چکا ہوتا۔ اس کے کچھ دوستوں نے اسے دیکھ لیا تھا اور وہ کلاس میں مل کر اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ انجلین کلاس کو باقاعدہ پرفارم کر کے دکھا رہی تھی کہ وہ اونچی عمارتوں کے سائے میں چلتی کیسے لوگوں کو روک روک ان کی منت کر رہی تھی۔ وہ قلم کی نوک سے اپنی انگلیاں ادھیڑنے لگی۔

پرنسپل نے اسے آفس میں بلایا۔ وہ دیر تک اس سے کئی طرح کے سوالات کرتے رہے لیکن اس نے کسی ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ تھک کر انہوں نے اسے اسکول کے ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا۔ ڈاکٹر نے بھی اس سے ہزار طرح کے سوالات کیے لیکن وہ خاموش رہی۔

"تم تعاون نہیں کر رہیں' ایسے پھر تمہارے مسئلہ کیسے معلوم ہو گا۔"

"مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

"کیا تم جانتیں نہیں اسکول میں کیا بات ہو رہی ہے؟"

"وہ سب جھوٹ بول رہے ہیں۔"

"تمہاری تصویریں اور ویڈیو بھی جھوٹ بول رہی ہیں؟"

"میں اپنی ذاتی زندگی میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔ مجھ سے پوچھ پڑتال نہ کریں۔"

"کیا تمہاری ماں کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے؟ تم رپورٹ کر سکتی ہو' اگر وہ ذہنی طور پر۔۔۔"

"وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ میری ماں کو پاگل نہ کہیں۔ اگر آپ کو اسکول کی ریپوٹیشن کی فکر ہے تو مجھے اسکول سے نکال دیں۔"

اسے اسکول سے نکالا تو نہیں گیا لیکن اسکول میں ہی رکھ کر عجوبہ بنا دیا گیا۔ وہ چلتی پھرتی' باتیں کرتی' خاموش رہتی تو بھی سب اسے تشویش سے دیکھتے۔ وہ سر جھکا کر کوئی کتاب پڑھتی تو کوئی نہ کوئی ضرور جھک کر دیکھتا کہ وہ کون سی کتاب پڑھ رہی ہے' وہ گھر سے باہر ہوتی تو کوئی نہ کوئی اس کا چھپ کر پیچھا کرتا' ہاتھ میں موبائل آن رکھتا۔ اس کے جو چند ایک دوست تھے وہ بھی اس سے دور دور رہنے لگے تھے۔ پھر وہ خود ہی ان سے دور ہو گئی۔

"آپ نے مجھے تنہا کر دیا۔" وہ گھر آ کر ماں پر چلّانے لگی۔

"ہم سب تنہا ہیں سیبل۔"

"کیا حاصل ہوا آپ کو مجھ سے یہ سب کروا کر؟"

"کاش تم سمجھ سکتیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

"مل گئی آپ کو معافی؟ آگیا آپ کو سکون؟ اب دوبارہ مجھ سے کسی کو ڈھونڈ کر لانے کے لیے مت کہیے گا۔ آپ مجھے خود کشی پر مجبور کر رہی ہیں۔"

عدینہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہی۔ "میں اب تم سے کچھ نہیں کہوں گی۔ دوبارہ خود کشی کا نام نہ لینا۔"

"مہربانی ہو گی آپ کی۔ اگر آپ میری اچھی سرپرست نہیں بن سکتیں تو مجھے فوسٹر ہوم میں رکھوا دیں۔ آپ کو زیادہ محنت کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔ آپ کو بس اپنا ذہنی معائنہ کروانا ہو گا اور وہ مجھے رکھ لیں گے۔"

اس دن کے بعد سے سب ٹھیک ہو گیا۔ جب تک سیبل گھر ہوتی' عدینہ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتی' اسے کھانا دیتی' اس سے چند ضروری باتیں کرتی۔ سیبل نہیں جانتی تھی کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ کیا کرتی ہے۔ کس سے ملتی ہے' کس سے کیا کیا کہتی ہے۔ موم بتی لے کر گھر کے کتنے چکر لگاتی ہے' تہہ خانے میں بیٹھ کر کس کا انتظار کرتی ہے' جاب پر جاتے' شاپنگ کرتے' سفر کرتے وہ کتنے لوگوں کو آس سے دیکھتی ہے۔ اس لیے کہ کوئی خدا کا بندہ اس کے پاس آئے گا اور کہے گا۔ "ڈرو نہیں' اللہ تمہیں معاف کر چکا ہے۔"

اللہ کا یہ بندہ کبھی اس کی زندگی میں نہیں آیا۔ اس نے جتنی ۔۔۔ آس سے اس بندے کا انتظار کیا۔ جتنی بھی دعائیں اس بندے کے آنے کے لیے مانگیں۔ ضرورت کے علاوہ وہ اپنے کپڑے' جوتے اور دوسری استعمال کی چیزیں خیرات کر دیتی اور پھر بھی رات کو کمرہ بند کر کے روتی یا گھر کے اطراف موجود درختوں کے سایوں میں کھڑے ہو کر راز و نیاز کرتی۔ وقت ایسے گزرنے لگا جیسے دو اجنبی لوگ ٹرین کے ایک ہی ڈبے میں بیٹھے سفر کر رہے ہوں اور جن میں سے ایک اندھا اور دوسرا گونگا ہو۔ اندھی سیبل تھی گونگی عدینہ ہو گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

سیبل کالج جانے لگی تھی۔ وہاں اس کے پرانے اسکول فیلوز نہیں تھے اور وہ چند دوست بنانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ وہ ان کے ساتھ گھومتی' پھرتی' مزے کرتی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ان سب کو یہ بھنک بھی پڑے کہ وہ ان جیسی نارمل زندگی نہیں گزار رہی ہے۔ وہ ایک سے ایک نیا فیشن کرنے لگی۔ نت نئے انداز سے بال کٹواتی اور رنگواتی۔ وہ جاب کرتی تھی اور اپنے سارے پیسے وہ اپنے کپڑوں' جوتوں' میک اپ' پرفیومز پر لگا دیتی تھی کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ساری زندگی اس نے کس عذاب میں گزاری ہے۔ نارمل نظر آنے کی تگ و دو میں وہ اور ابنارمل ہونے لگی۔

ایک دن کالج میں اس کا اپنے اسکول فیلو سے سامنا ہو گیا۔ وہ اسے سر سے پیر تک دیکھنے لگا۔

"یہ تم ہو سیبل؟"

"تم کون ہو؟" سیبل نے ببل گم چباتے ہوئے پوچھا' جبکہ وہ اسے پہچان چکی تھی۔

"میں۔۔۔؟" اسے سیبل کا انداز برے سے زیادہ ہتک آمیز لگا۔

چند دنوں بعد اس کے نئے دوستوں نے اسے ایک ویڈیو دکھائی۔ "یہ تم ہی ہو نا سیبل۔۔۔؟"

"پلیز' میری ماں کے لیے دعا کریں' وہ ایک گناہ گار اور بھٹکی ہوئی عورت ہے۔ وہ اب سیدھا راستہ چاہتی ہے۔"

سیبل نے اپنی ہتھیلی کو اس سختی سے بند کیا کہ اس کے لمبے ناخن اس کی زندگی کی لکیر میں پیوست ہونے لگے۔

"میرے ساتھ گھر چلیں' ایک بار صرف ایک بار' جھوٹ ہی سہی' اس سے کہہ دیں کہ اسے معاف کیا جا چکا ہے۔"

"کیا ہوا تھا تمہیں؟ یقین نہیں آتا کہ یہ تم ہو؟ کیا ہے یہ سب؟" اس کے دوست پوچھ رہے تھے۔

سیبل خاموشی سے اٹھ گئی اور پھر وہ پرانے دوست بچا سکی' نہ نئے دوست بنا سکی۔ سب ختم۔۔۔ وہ نئے انداز سے ماں سے نفرت کرنے پر مجبور ہو گئی۔ لیکن پھر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ایک اور بار محبت اپنے سب عہد گم کر کے نفرت کے بھیس میں التجائیہ آئی... اس بار' آخری بار...

☆ ☆ ☆

مرگی کے مریض کی طرح عدینہ زمین پر بے دم ہو کر پڑی ہوئی تھی۔ ماں کو دیکھتے ہی وہ بری طرح سے ڈر گئی۔ جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے اس کے حلق میں چند قطرے پانی کے ڈالے اور اسے اٹھا کر صوفے پر ڈالا۔ عدینہ نے سیبل کا ہاتھ پکڑ لیا اور سیبل نے باڑ کے اطراف لگے درختوں کی قاتل' مقتول سے متعلق سرگوشیاں سن لیں۔ وہ کانپ کر رہ گئی۔ وہ اب اپنی ماں کی کوئی فرمائش پوری نہیں کر سکتی تھی۔ وہ ہاتھ چھڑا لینا چاہتی تھی' وہ اوپر اپنے کمرے میں بھاگ جانا چاہتی تھی۔ وہ ماں کو ہی چھوڑ جانا چاہتی تھی۔

"میں نے آج اپنی ایک رشتے دار خاتون کو دیکھا' وہ ہمارے پڑوس میں رہتی تھی۔ ہمت کر کے میں نے اس سے احمت اور احد کے بارے میں پوچھا۔ احمت نے ابھی تک شادی نہیں کی' وہ کسی بھی عورت کو اپنے گھر میں گھسنے نہیں دیتا۔ احد بھی شادی کرنے کے لیے تیار نہیں۔ وہ دونوں... وہ... میرے بیٹے... سیبل وہ..."

سیبل بھاگ کر اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ خود کو بند کر لیا اور سر پر تکیہ رکھ کر سو گئی۔ اس کی آنکھ کھلی تو رات ابھی تک باقی تھی... اتنی لمبی رات... اتنی لمبی زندگی... اتنی لمبی آزمائش... اس نے پھر سونے کی کوشش کی' لیکن رات ختم ہونے میں نہیں آ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی اب اس کی ماں اس سے کیا چاہتی ہے۔ وہ اپنے بچوں سے ملاقات چاہتی تھی۔

صبح اٹھ کر وہ نیچے آئی تو اسے یہ اندازہ لگانے میں وقت نہیں لگا کہ ماں رات بھر اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہلی تھی۔

"میں آپ کے گھر نہیں جاؤں گی۔" اس نے چلا کر کہا' ماں نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میں خود جا رہی ہوں' واپس آ گئی تو ٹھیک' ورنہ سمجھ لینا مر گئی۔"

دو دن بعد وہ اپنا سامان پیک کر کے چلی گئی اور وہ دو دن بعد ہی واپس آ گئی۔

"میں سارا دن اور رات گھر کے آس پاس بھٹکتی رہی اور اندر جانے کی ہمت نہیں کر سکی۔" سیبل کو دیکھتے ہی وہ زار و قطار رونے لگی۔

"میں نے ان دونوں کو گھر سے نکلتے دیکھا اور میں نے ڈر کر اپنا رخ پھیر لیا۔" وہ سیبل کو بھینچے کراہ رہی تھی۔

"سیبل... میری سیبل... میری پیاری سیبل..."

حکم رائج الوقت رہا... سیبل کے کانوں میں شائیں شائیں ہونے لگی۔ وہ یک ٹک اپنی ماں کو دیکھنے لگی۔ اس کی سماعت ماں کی گویائی پر دردکناں ہوئی... وہ جانتی تھی' کیا کہا جانے والا ہے۔

"سیبل! مجھے معافی لا دو... سیبل! اپنی ماں کا ایک آخری کام کر دو۔"

"ہرگز نہیں..." سیبل نے انکار بھی کیا اور گھر چھوڑ کر بھی چلی گئی۔ اس بار وہ اپنی ماں کے ہاتھ آنا نہیں چاہتی تھی۔ ایک ہفتہ گھر سے دور رہنے کے بعد وہ گھر آئی تو اپنی ماں کو پہلی بات دہراتے ہی سنا۔

"سیبل... میری سیبل... صرف آخری بار سیبل... ایک آخری بار... وہ میری شکل دیکھتے ہی مجھے گھر سے دھکے دے کر نکال دیں گے۔ تم انہیں سب بتانا... ان سے معافی مانگنا' پھر میں ان کے پاس جاؤں گی۔"

"مجھے اور کتنا ذلیل کروانا چاہتی ہو ماں؟"

"تم مجھے اور کتنی تکلیف میں دیکھ سکتی ہو سیبل؟ میں فیصلہ تم پر چھوڑتی ہوں۔ اس بار میں تمہارے قدموں میں اپنا سر نہیں اپنی تکلیف رکھتی ہوں۔"

تکلیف اس کی ماں کے سر سے کہیں زیادہ وزنی نکلی۔ "ماں! اس سے بہتر تھا' تم مجھے پیدا ہوتے ہی مار دیتیں۔"

"اس سے بھی اچھا ہوتا کہ میری ماں ایسا کر دیتی۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اس نے کہا اور وہ سیبل کے سینے سے لگ کر سسکنے لگی۔

وہ دونوں ایک دن پہلے لبنان کے شہر بیروت آچکی تھیں اور اب سیبل اس سڑک پر کھڑی تھی، جس کے کنارے اس کی ماں کے پہلے شوہر کا گھر تھا اور جہاں اس کے دو بیٹے رہتے تھے۔

"وہ تمہیں کچھ بھی کہیں تم اپنی بات پوری کر کے آنا۔ وعدہ کرو مجھ سے تم میرے لیے معافی لے کر آؤ گی۔" ماں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر منت سے کہا۔

"وعدہ کرتی ہوں ماں! یہ آخری کام میں اپنی ساری جان لگا کر کروں گی۔ پھر میں مرجاؤں گی یا تمہیں مرنا ہوگا۔"

Downloaded From
Paksociety.com

اسے گھر کے اندر بٹھا دیا گیا تھا۔ خوشیاں گھر میں تھیں اور خاموشی راست باز... دیواریں ایک عرصہ ماتم کناں رہنے کے بعد اب خود میت بن چکی تھیں۔ دو شکستہ چہرے اس کے سامنے بیٹھے تھے۔ ان پر بڑھاپا آئے ایک زمانہ بیت چکا تھا۔ اس نے اپنے تعارف میں یہ کہا تھا کہ "وہ امریکہ سے آئی ہے۔ ان کے والد کے دوست کی بیٹی ہے اور ان سے کچھ بات کرنا چاہتی ہے۔"

چائے پینے کے دوران وہ بار بار ذہن میں اپنے تیار کردہ فقرے دہراتی رہی۔

"اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو معاف کردیتے ہیں۔" اس نے کہا۔ احمت نے چونک کر اسے دیکھا، وہ پہلے ہی اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"وہ ہمیشہ آپ کو یاد کرتی رہیں۔ آج بھی کرتی ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ آپ کے لیے نیک خواہشات رکھیں، وہ آپ کو یاد کر کے روتی ہیں۔ انہیں معاف کردیں، اپنی ماں سمجھ کر نہیں تو ایک انسان سمجھ کر، جیسے خیرات میں فقیر کی جھولی بھر دی جاتی ہے، انہیں بھی ایسا ہی جان کر ان کی جھولی میں معافی کے سکے ڈال دیں۔ سنگین غلطیوں پر معاف کرنے والا کا بڑا درجہ ہوتا ہے۔ اپنے درجے بڑھالیں۔"

اس کے کندھوں پر احد کا ہاتھ آیا اور جھٹکے سے اسے اٹھا کر کھڑا کیا۔ "کون ہو تم؟"

"وہ ماں ہے آپ کی... اس نے رات دن اپنے گناہ کی فصل کاٹی ہے۔ اب اسے اطمینان کا پھل دے دیں۔" احد کے ہاتھ کی درشتی کی پروانہ کرتے ہوئے وہ بولتی چلی گئی۔

اسے بری طرح سے جھنجھوڑا گیا۔ "بکواس بند کرو اپنی، کیا کرنے آئی ہو یہاں... نکلو یہاں سے..."

"میں معافی لینے آئی ہوں۔ معاف کردیں اسے، اس نے اجالوں کو سیاہ کیا، اللہ کو اور آپ کو تڑپ تڑپ کر یاد کیا۔"

"اس ذلیل عورت کا نام میرے باپ کے گھر میں لینے کی جرأت کیسے کی تم نے..." احمت نے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر کمرے سے باہر دھکا دیا۔

"وہ آپ کے قدموں میں گرنے کے لیے تیار ہے۔ وہ قبروں پر سر رکھنے کے لیے بھی تیار ہے۔" دھکا کھا کر وہ پھر واپس ان کی طرف پلٹی۔

"وہ اپنا سر قلم کروانے کے لیے تیار ہو تو بھی..." احد چلایا۔

"آپ بیٹے ہیں ان کے، وہ ماں ہے آپ کی..." سیبل نے منت سے ہاتھ جوڑ دیے۔

"ہم یعقوب عبدہ کے بیٹے ہیں، کسی فاحشہ کے نہیں..."

"وہ محبت میں اندھی ہو چکی تھیں۔"

"ہم نفرت میں اندھے ہیں اور بہرے بھی..." احد کا سخت ہاتھ اس کی طرف آیا اور اسے بیرونی دروازے کی طرف لے جانا چاہا۔

"اگر آپ اللہ کے ہی بندے ہیں تو اللہ کے لیے... صرف اللہ کے لیے..." اس نے دروازے کی دہلیز پکڑ لی۔

"جاؤ... پھر اللہ سے ہی معافی لو اس کے لیے... نکلو یہاں سے..."

"وہ روتی ہے، چلاتی ہے۔" روتی ہوئی سیبل نے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آگے بڑھ کر احمت کا ہاتھ پکڑ لیا۔
"ہم روئے بھی' چلائے بھی اور ذلیل بھی ہوئے۔" احمت نے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ جھٹکے سے چھڑوایا۔
"گناہ کیسا بھی ہو' ایک دن اس کی سزا ختم ہو ہی جاتی ہے۔"
"اگر ہماری نہیں ہوئی تو اس کی کیسے ہوگی۔" احمت نے چلا کر کہا اور دھکا دے کر اسے دروازے سے باہر پھینکا۔
"اگر میں اپنی ماں کی تکلیف پر تڑپ سکتی ہوں تو کیسی اولاد ہو تم دونوں... اس کی تکلیف کا کچھ تو خیال کرو..." سڑک پر گری وہ پوری قوت سے چلائی اور دکھ سے رو بھی دی۔ دروازہ بند کرتے احمت کے ہاتھ رک گئے اور پھر وہ تیزی سے باہر نکل آیا۔
"تم یامین کی اولاد ہو؟" اس نے اتنی سختی سے پوچھا کہ سیبل کے دانت سختی سے بھنچ گئے۔
"تم اس کتے کی اولاد ہو؟" وہ اس کے سر پر کھڑا پورا زور لگا کر دھاڑا۔
سیبل سہم کر زمین سے جڑ کر رہ گئی۔ ماں نے کہا تھا کہ وہ انہیں نہ بتائے کہ وہ اس کی بیٹی ہے۔
"تو اسی کمینے کا خون ہے جو میرے باپ کے گھر میں تیری ماں سے ملنے آتا تھا۔" سڑک پر گری سیبل کے سر پر اس نے پوری قوت سے اپنا پاؤں وزنی جوتے سمیت مارا۔
آگ کی نمائندگی کرتا سورج سارا کا سارا سیبل پر امڈ آیا۔ اب وہ اس کے منہ پر تھپڑ مار رہا تھا' اس کا گلا دبوچ رہا تھا' اسے گھسیٹ رہا تھا' اس پر لعنت بھیج رہا تھا' اس کا خون پی جانا چاہتا تھا۔ سڑک پر لوگوں کا مجمع اکٹھا ہو گیا۔
"کمینہ باپ' بدچلن ماں... اولاد' تمہاری جرأت کیسے ہوئی ہمارے پاس آنے کی۔" کمینے باپ اور بدچلن ماں کا سارا بدلہ وہ اس سے لے لینا چاہتا تھا۔
"اللہ کی خوشنودی کے لیے انہیں معاف کردیں۔"
"اپنی گندی زبان سے اللہ کا نام لینا بند کرو... تم جیسوں کے لیے ہی اللہ نے جہنم تیار کر رکھی ہے۔"
جب وہ اپنی جان چھڑا کر بھاگی' تب بھی سورج نار لیے اس کے پیچھے بھاگا دنیا میں ہر شخص صرف اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ صرف اسی کا تماشا لگا تھا۔ صرف اسی کے ساتھ یہ ہوا تھا۔ بھاگتے بھاگتے جب وہ تھک گئی تو زمین پر گر گئی۔
"سیبل... میری سیبل..." اسے اپنی ماں کی روتی ہوئی آواز اپنے قریب سنائی دی۔ اس نے نفرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔
"کیا چاہتی ہو اب؟" وہ پوری قوت سے چلائی۔ جتنے لوگ سڑک پر چل رہے تھے' وہ رک کر اسے دیکھنے لگے۔
"تمہارے ہر گناہ کی سزا میں نے بھگتی ہے۔ کیا چاہتی ہو اب مجھ سے؟" سڑک پر بیٹھے ہوئے وہ پوچھ رہی تھی۔ جو جہاں تھا وہیں کھڑا ہو گیا۔
"آؤ واپس چلیں!" ماں نے اس کے سر پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیے اور ان پر اپنا سر ٹکا لیا۔
"کہاں؟ تمہارے ساتھ جہنم میں؟" وہ پہلے سے زیادہ اونچی آواز میں چلائی۔ لوگ سمٹ کر ان کے قریب آگئے۔
"جہنم تمہارے لیے نہیں۔"
"اگر تمہیں اللہ اتنا ہی پیارا تھا تو تم نے یہ سب کیوں کیا؟"
"مجھے معاف کردو سیبل!" لوگوں کے مجمع میں ماں نے ہاتھ جوڑ دیے۔
"معاف؟" وہ کھڑی ہو گئی اور جتنے لوگ کھڑے تھے' ان کی طرف اٹھ کر بڑھی۔
"اب یہ عورت مجھ سے معافی مانگ رہی ہے۔ اس کے سگے بیٹے اسے فا... کہتے ہیں اور مجھے حرامی اور یہ معافی مانگ رہی ہے۔"
"سیبل!" ماں سسک کر اس کے قریب آئی اور وہ جلدی سے پرے ہو گئی۔
"مجھ سے تمہیں معافی نہیں ملے گی ماں! جیسے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

تمہیں اپنے باپ سے نہیں ملی۔ جیسے تمہیں اللہ سے نہیں ملی۔ مجھ سے بھی نہیں ملے گی۔"

"میری سیبل... پیاری سیبل... آؤ چلیں..."

"چھوڑ دو مجھے ماں! جیسے تم نے اپنے باپ کو' شوہر کو' بچوں کو چھوڑا تھا... مجھے بھی چھوڑ دو..."

"مجھے معاف کر دو سیبل!"

"کس کس سے معافی مانگو گی؟ کس کس گناہ کی؟ تم کس معافی کی بات کرتی ہو؟ کس معافی کی؟ بھول جاؤ معافی کو... بھول جاؤ خدا کو... جیسے وہ تمہیں بھول چکا ہے۔ بھول جاؤ اسے... وہ تمہیں تکلیف میں دیکھ رہا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ مجھے بھی تکلیف دے رہا ہے' پھر بھی تمہیں وہ چاہیے..."

"وہ ہم سب کو چاہیے... وہ خدا ہے میرا..."

"کیسا خدا ہے ماں تمہارا... کیسا خدا ہے ماں..."

وہ سڑک پر بیٹھ کر رونے لگی۔ زار و قطار رونے لگی۔

"سیبل... ایسے..." ماں اس کے قریب نیچے بیٹھ گئی۔

"وہ تمہیں معاف کرنے کے لیے تیار نہیں... کیسا خدا ہے ماں تمہارا..."

"وہ تمہارا بھی خدا ہے سیبل..."

"اگر خدا ایسا ہے تو وہ میرا نہیں ہے... میرا خدا نہیں ہے وہ..."

☆ ☆ ☆

مرنے سے پہلے اس کی ماں نے جس کی سب سے زیادہ پروا کی' وہ اس سے سب سے زیادہ لاپروا ہو گئی... خدا سے...

بیروت سے آنے کے کچھ ہی ہفتوں بعد ماں اسی خدا کو پیاری ہو گئی' جسے وہ کبھی پیاری نہیں رہی تھی۔ ماں کے مرنے پر اس نے سکھ کا سانس لیا۔ گھر میں اس نے دو پے انگ گیسٹ لڑکیاں رکھ لی تھیں۔ جو یو کرائن سے تھیں اور جنہیں میری سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ کچھ ماں کی بچت تھی جو اسے مل گئی تھی۔ اسے فی الحال اپنے گزر اوقات کی کوئی پریشانی نہیں تھی۔ البتہ آسیب زدہ گھر میں میری کے ساتھ اب عدینہ بھی رہنے لگی تھی۔ کبھی کبھی سوتے ہوئے اسے اپنے اوپر کوئی جھکا ہوا محسوس ہوتا۔ وہ اس کی ماں ہوتی جو موم بتی ہاتھ میں لیے اس پر جھکی ہوتی۔

"مر کر بھی مجھے چین نہیں لینے دو گی۔" وہ نیند میں چلا اٹھتی۔

"تم بھٹک رہی ہو سیبل؟" وہ اپنے کان میں سنسناہٹ محسوس کرتی۔

"میں بھٹک رہی ہوں تو بھی میں تمہاری طرح بھٹکتی ہوئی نہیں پھروں گی۔ مجھے معافی چاہیے نہ خدا۔" وہ اپنی مری ہوئی ماں سے بھی بحث میں باز نہ آتی۔

وہ باقاعدگی سے کالج جانے لگی' ڈانس کلاسز لینے لگی' ویک اینڈ گھومنے پھرنے میں گزارتی۔ پھر بھی اگر وقت بچ جاتا تو مٹی گوندھ کر اس کا ایک بڑا سا بت بناتی' اس پر بھورے بالوں کی وگ رکھتی' ٹھوڑی کے نیچے تل لگاتی' دل کی جگہ ایک دو تین کتنے ہی سوراخ بناتی اور سرخ نیل پالش سے دو آنسو بناتی جو بہہ کر دل کے سوراخوں تک آتے۔ چند دن یہ بت اس کے کمرے میں رہتا' پھر وہ کوڑے کے ڈھیر میں پھینک آتی۔

فریڈرک کے ملنے کے بعد اتنا ضرور ہوا کہ اس نے یہ بت بنانے کم کر دیے تھے۔ وہ زیادہ وقت اسی کے ساتھ ہوتی تھی۔ فریڈرک کے ساتھ میل جول کی وجہ سے کئی کالج فیلوز اسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے تھے' لیکن اسے ان کی پروا نہیں تھی۔ وہ دنیا میں ایک خود کو جانتی تھی' ایک فریڈرک کو اور بس۔ تیسرا کوئی دنیا میں تھا نہ اسے چاہیے تھا۔ پہلے یہ ہی کالج فیلوز تھے جو مزے لے لے کر اس کی ویڈیو دیکھتے تھے۔ اسے خبطی اور پاگل سمجھتے تھے۔ دنیا کا کیا ہے' برا کہنے کے لیے اسے تو بہا چاہیے۔ سیبل دنیا کو یہ بہانے مہیا کرنے کے لیے تیار بھی تھی اور رضامند بھی... اگر اس کی ماں تھوڑی دیر اور زندہ رہنے کا تردد کر لیتی تو اس بار وہ اسے سکھاتی کہ زندہ کیسے رہا جاتا ہے۔

☆ ☆ ☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

زندہ رہنا اس کے لیے اتنا بھی ضروری نہیں تھا کہ وہ موسی جیسے انسان کی منت کرتی۔ اس نے سوچ لیا تھا اگر وہ بچ کر نہ نکل سکی تو موسی کے بھی کسی کام کی نہیں رہے گی۔ وہ خود کو ختم کرلے گی۔ موسی چاہے بھی تو یہ اندازہ نہیں کر سکتا کہ وہ کس حد تک جاسکتی ہے۔

ام ہانی کھانا لے کر آئی۔ وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"بائیں ہاتھ سے نوالہ نہ کھاتے ہیں' نہ کھلاتے ہیں' یہ رزق کے احترام کے لیے کہا گیا ہے۔ اب یا تم بائیں ہاتھ سے نوالہ کھالو یا تم میرے دائیں ہاتھ کی پانچویں انگلی چھوڑ دو۔ میرے لیے گھر کے کام کاج مشکل ہوجائیں گے۔"

سیبل کو اس عورت کی ہمت پر رشک آگیا۔ وہ بھی اسی اطمینان کی مالک تھی جس کا موسیٰ نظر آتا تھا۔ سیبل یہ ہی سکون تباہ کرنا چاہتی تھی۔ اس نے آنکھوں اور سر سے اشارہ کیا کہ وہ بے فکر ہو کر اسے کھانا کھلائے۔ اس کا ایسا تسلی بخش اشارہ پاکر وہ نوالے بنا بنا کر اس کے منہ میں ڈالنے لگی۔ آخری نوالے پر جب سیبل اس کی پانچویں انگلی کو بھی چبا ڈالنا چاہتی تھی' اس خیال سے کہ اگر واقعی اس کا ہاتھ بے کار ہوگیا تو اس کے لیے کھانا کون بنائے گا' وہ رک گئی۔ جب کبھی بھی وہ مرنا چاہتی تھی' کم سے کم بھوک سے نہیں چاہتی تھی۔

ام ہانی ٹرے اٹھا کر جانے لگی تو رک کر سیبل کو دیکھنے لگی۔

"جب ہم دوسروں پر مہربانی کرتے ہیں تو دراصل ہم خود پر مہربانی کرتے ہیں' جیسا کہ جب ہم دوسروں پر ظلم کرتے ہیں تو دراصل خود اپنے لیے ظلم بنتے ہیں۔"

"سب کو وعظ کا خبط ہے۔" سیبل نے دل میں سوچا۔ وہ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔ دن کے وقت کمرے میں دہلیز سے روشنی کی بہت ہلکی سی روشن لکیر آجاتی تھی' رات کو یہ بھی نہیں آتی تھی۔ اسے اندھیرے سے ڈر نہیں لگتا تھا' بس اسے اندھیرے میں ماں کی موجودگی سے کوفت ہوتی تھی۔

فریڈرک نے سارا لبنان اپنے سر پر اٹھا رکھا ہوگا۔ ایمبیسی اس وقت اسے تلاش کر رہی ہوگی۔ موسی جیسا معمولی آدمی کب تک اسے یہاں چھپا کر رکھ سکتا ہے۔ اس کی بہن اسے بوریوں کے ڈھیر میں چھپا دے یا بھوسے کے' پولیس کے کتے اس کی بو پالیں گے۔ پولیس سے پہلے فریڈرک موسی کی کھوپڑی کو کھول کر رکھ دے گا۔

شام ڈھلنے لگی تو دروازہ کھول کر موسی اندر آیا' پیچھے ام ہانی بھی تھی۔

"تم نے آج میری بہن پر بہت رحم کیا۔ اس کی وجہ جان سکتا ہوں؟" موسیٰ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

اس کا منہ بند تھا' وہ کیا کہتی۔

"یعنی تم ٹھیک ہو رہی ہو؟ اور موسیٰ نے کہا تو اس کے دل کا شک مضبوط ہوگیا کہ وہ شدت پسند اسے سیدھے راستے کی طرف لانا چاہتا ہے۔ وہ اس کا استاد بنا ہوا ہے اور یوں منہ ہاتھ باندھ کر اسے اپنا شاگرد بنا لیا ہے۔

"میری بہن تم سے خوش ہے' اس کا کہنا ہے کہ تم ایک اچھی لڑکی ہو۔" وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا اور اسے دیکھ بھی رہا تھا' جس کے چہرے کے تاثرات صاف صاف یہ بتا رہے تھے کہ میرے ہاتھ کھولو' میں تمہیں بتاتی ہوں کہ میں کتنی اچھی لڑکی ہوں۔

"غصہ اسی لیے حرام ہے' کیونکہ یہ انسان کی عقل کو اندھا کر دیتا ہے۔ جبکہ عقل وہ کل ہے جو انسان کی محافظ ہے۔ سوچو ذرا اگر محافظ ہی اندھے ہوجائیں گے تو حفاظت کون کرے گا؟"

سیبل کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہوگیا۔ گہری سرمئی پتلیاں تیر میں کمان کی طرح موسی کی طرف نشانہ بند ہوگئیں۔

ام ہانی جا کر واپس آئی اور جھک کر اس کے سامنے کھانا رکھا اور چلی گئی۔

"یہ تمہارا آج آخری کھانا ہے۔ میری بہن نے آج کافی دل لگا کر تمہارے لیے اس کا اہتمام کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تمہارے ہاتھ پیر کھول دوں' تاکہ وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

تمہیں مہمان کی طرح تھوڑی دیر اپنے پاس رکھ سکے۔ وہ تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہے۔ میں نے اس سے کہا ہے کہ تمہیں ہماری باتیں اچھی نہیں لگتیں۔ جو چیز اچھی نہ لگے' وہ تکلیف دیتی ہے۔ میں تمہیں تھوڑی سی تکلیف دوں گا پر زیادہ نہیں۔ تمہارے ہاتھ میں کھول دوں گا' لیکن پہلے میری کچھ باتیں سن لو۔" اس نے سنجیدگی سے کہا' پھر قدرے توقف سے بولا۔

"تمہارا دوست فریڈرک ڈرگ ڈیلر ہے۔"

سیبل طنز سے ہنس دی کہ وہ جانتی ہے کہ فریڈرک کیا ہے۔ وہ ایسی خوف ناک اطلاع اسے سنا کر چونکا نہیں سکتا۔

"صیام فہمی دوسرا بڑا ڈیلر ہے۔ اس علاقے میں وہ کافی جانا جاتا ہے' بلکہ یہ سارا علاقہ اسی کے قبضے میں ہے۔ تمہارا دوست اسی سے لین دین کے لیے آیا تھا۔ اب تک جو تھوڑی بہت بات معلوم ہو سکی ہے' وہ یہ ہے کہ ان کے لین دین میں کوئی کمی بیشی ہوئی تھی۔ سنا ہے کہ ان دونوں میں تکرار بھی ہوئی تھی اور صیام فہمی نے فریڈرک کو مارا بھی تھا۔ تمہارے دوست کے پاس مطلوبہ رقم کی کمی تھی اور اسے ہر صورت میں مطلوبہ ڈرگ ساتھ لے کر جانی تھی۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ لین دین میں کمی بیشی ہو گئی تھی اور اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اس نے "تمہارا دین" کر دیا۔ اس لیے وہ تمہیں یہاں چھوڑ کر جا رہا تھا۔"

موسی نے سیبل کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر ابھی بھی طنزیہ تاثرات ہی تھے۔

"ہوٹل کا مالک اچھا آدمی ہے' لیکن وہ صیام فہمی سے ڈرتا بھی ہے۔ اسے صیام فہمی کا فون آیا تھا کہ "وہ تمہیں کھانے میں بڑی مقدار میں نیند کی دوا دے اور اس کے آدمی کے آنے سے پہلے تم پر نظر رکھے اور تمہیں کہیں جانے نہ دے۔" اس نے تمہیں کھانے میں نیند کی دوا دے دی' کیونکہ اسے اپنی جان اور اپنا ہوٹل دونوں پیارے تھے' لیکن وہ اللہ کو منہ بھی دکھانا چاہتا تھا۔ اس نے مجھے اور چند لوگوں کو بتا دیا۔ میں اور ہوٹل کا ہی ایک آدمی مل کر تمہیں یہاں چھوڑ گئے۔ ایک یہ ہی ٹھکانا ایسا تھا جہاں میں تمہیں رکھ سکتا تھا۔ یہ گاؤں کراچی سے زیادہ دور بھی نہیں تھا اور ہم صیام کے آدمی کے آنے سے پہلے وہاں واپس پہنچ بھی سکتے تھے۔"

سیبل کی آنکھوں میں تمسخر گہرے سے گہرا ہوتا گیا۔ موسی اس تمسخر کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔

"یہ پہاڑی علاقہ ہے' اس گاؤں سے ایک ہی سڑک شہر جاتی ہے' جس پر آسانی سے نظر رکھی جا سکتی تھی۔ تم فی الحال یہاں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتی تھیں۔ شہر بھی نہیں۔ پولیس ان کافی الحال کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ میں تمہیں ایمبیسی چھوڑ آنا چاہتا تھا' لیکن یہ ناممکن رہا۔ تمہارا دوست صیام کے آدمیوں کے ساتھ خود آیا تھا تمہیں ہوٹل سے لینے۔ تم نہیں ملیں تو انہوں نے یہ سمجھا کہ اس نے ہی تمہیں پہلے اطلاع دے کر وہاں سے نکال دیا۔ تمہارا دوست ہوٹل کے مالک پر شک کر رہا تھا۔ اس نے ہوٹل کے مالک کو زخمی کر دیا اور صیام کے آدمیوں نے تمہارے دوست کو۔ وہ بھاگ گیا تو ان کا شک یقین میں بدل گیا ہے کہ اس نے تمہیں پہلے ہی مطلع کر کے نکال دیا ہے۔ فی الحال وہ اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔ اب میں تمہیں یہاں سے لے جا رہا ہوں۔"

اس نے اس کا منہ کھول دیا اور پانی کا گلاس اس کے منہ سے لگایا۔

"میرے ہاتھ بھی کھولو۔" اس نے نرمی سے کہا۔ اس نے ہاتھ بھی کھول دیے اور ہاتھ کے کھلتے ہی اس نے اس کا گریبان پکڑ لیا۔

"یہ جھوٹی کہانی کسی اور کو سنانا... تو یہ تھی تمہاری اصلیت... یہ چاہتے تھے تم' یہاں مجھے بند کر کے اپنا مقصد پورا کرنا۔ میرا لین دین کتنے میں کیا ہے تم نے؟ کس کے ہاتھ بیچا ہے تم نے؟ تمہیں لگتا ہے میں تمہاری باتوں میں آجاؤں گی۔" اس نے زور' زور سے چلانا شروع کر دیا اور دروازہ پیٹنا شروع کر دیا۔

ام ہانی بھاگتی ہوئی اندر آئی۔ "موسی! یہ کیا ہو رہا ہے۔ بچے جاگ جائیں گے۔ انہیں خبر ہو گئی تو وہ باہر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سب کو بتا دیں گے۔" پیچھے ہی ایک ہاتھ سے معذور مرد بھی آیا۔ وہ تشویش سے دونوں کو دیکھنے لگا۔

"تم سب ملے ہوئے ہو۔ میں تم سب کی رپورٹ کردوں گی پولیس میں۔ امریکن ہوں میں... سمجھے..."

موسیٰ نے انہیں باہر جانے کے لیے کہا اور اس کے ہاتھ باندھ دیے' منہ میں کپڑا ڈھونس دیا۔

☼ ☼ ☼

"دیکھو' اب تم اپنے فائدے پر کیسے واویلا کر رہی ہو۔ تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں' اللہ پر اعتبار نہیں۔ ام ہانی سے میں نے کہا تھا کہ رات اور دن میں وہ تمہیں ایک وقت کا کھانا دے' تاکہ تمہاری قوت کمزور ہوجائے۔ تاکہ تم کسی شدت کا مظاہرہ نہ کرسکو۔ تمہارے بڑے فائدے... "تمہاری جان اور آبرو" کے لیے مجھے تمہیں چھوٹی تکلیف دینی پڑی۔ تمہیں بھوکا پیاسا رکھنا پڑا۔ بڑے فائدوں کے لیے کبھی کبھی چھوٹی تکلیفیں دینی ہوتی ہیں۔ اسی طرح کبھی کبھی ہمارے فائدے کے لیے اللہ کو ہمیں بھوکا پیاسا رکھنا پڑتا ہے۔ ہاتھ' پیر باندھنے پڑتے ہیں۔ گونگا کرنا پڑتا ہے۔ بے بس کرنا پڑتا ہے' تاکہ ہم خود کچھ نہ کرسکیں صرف خدا ہی سب کرے۔ ہر انسان پر پیاس کا دورانیہ آتا ہے۔ ہر اس انسان پر جسے فائدہ دینا ہو۔ جسے نقصان سے بچانا ہو۔ تم سمجھتی کیوں نہیں ہو۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم نے میری کسی بھی بات کا یقین نہیں کیا۔ تمہیں مجھ پر یقین کرنا ہی نہیں تھا۔ ورنہ میں تمہیں پہلے ہی دن بتا دیتا اور تم کم سے کم سکون سے یہاں رہتیں' لیکن میں جانتا تھا تمہیں بتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تم میری بہن کو قتل کردیتیں اور یہاں سے بھاگ جاتیں۔ میں تمہارا منہ پھر سے کھول رہا ہوں' لیکن چلانا نہیں۔" موسیٰ نے پھر سے اس کا منہ کھول دیا۔

"رات تارک الدنیا ہے... آگاہی بارگاہ پروردگار..."

"میرا ایمان جگانے کے لیے تم نے یہ سب کیا۔ تم اس حد تک جاسکتے ہو' کس لیے' کیوں...؟"

"میں کون ہوتا ہوں ایمان جگانے والا۔"

"تم نے کہا تھا' تم میرے استاد بننا پسند کروگے۔"

"یہ میں نے دعا کی تھی' تمہیں دھمکی نہیں دی تھی' اللہ کو یہ پسند نہیں۔"

"کس اللہ کو؟ جس نے میری ماں کو دو حرفی معافی نامہ نہیں بھیجا۔ وہ اللہ جس نے میری ماں کو اس کے گناہوں کی پوری پوری سزا دی۔ وہ اللہ کا ایک بندہ ڈھونڈتی رہی اور..."

"وہ کیوں اللہ کا بندہ ڈھونڈتی رہیں؟ وہ خدا کو کیوں نہیں ڈھونڈتی رہیں؟ وہ معافی کے لیے کیوں چلاتی رہیں' وہ اس کی محبت کی طلب گار کیوں نہیں رہیں۔"

"اللہ میری ماں سے محبت کیسے کرتا' وہ تو بدچلن تھی' وہ تو مومنوں سے محبت کرتا ہے۔"

"اگر وہ صرف مومنوں سے محبت کرے گا تو وہ رحیم نہیں رہے گا۔"

"اللہ' اللہ کرنا بند کرو... مجھے کچھ نہیں سننا..."

"تم اللہ سے ناراض ہو... تم اللہ سے ناراض ہو سکتی ہو' اس سے جدا نہیں۔ کسی بھی انسان کے پاس اللہ سے الگ ہونے کا اختیار نہیں' اس نے یہ اختیار کسی کو دیا ہی نہیں۔ ہم سب اس کے ہیں اور اسی کے ہیں۔ تم بھی اس کی ہو... میبل... لوٹ جاؤ واپس..."

"الفاظ پاک ہیں... ادائیگی پاک تر..."

"تمہاری آنکھیں' تمہاری آواز' تمہارا انداز اس تکلیف سے معمور ہیں جسے تم چھپائے پھرتی ہو۔ تم نے اللہ کو چھوڑ دیا اور یہ جدائی تم پر گراں ہے۔ تمہیں اللہ سے بچھڑ جانے کا دکھ ہے۔ تمہیں مجھ جیسے ہر انسان پر غصہ ہے جو اللہ کو سینے سے لگائے ہوئے ہے۔ تمہیں غصہ ہے کہ اللہ نے تمہیں خود سے دور ہوجانے دیا' تم مجھ سے حاسد ہو۔"

"بند کرو اپنی نصیحتیں' ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ چلائی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

"ایسا نہیں ہوگا' لیکن اس سے الگ بھی نہیں ہوگا۔ جب انسان ایک لمبے عرصے تک دکھ سہتا ہے تو وہ تلخ ہوجاتا ہے۔ جب وہ بار بار اللہ کو بلاتا ہے' جب وہ بار بار اللہ سے مانگتا ہے تو وہ بے صبرا ہوجاتا ہے۔ مصائب انسان کو کمزور کرتے چلے جاتے ہیں اور ایک دن وہ ٹوٹ کر گر جاتا ہے۔ جو گر کر اٹھتا ہے' درجہ اسی کا بلند ہوتا ہے۔ سب راستے اللہ کی طرف جاتے ہیں۔ ہر انسان کا ایک الگ راستہ ہوتا ہے۔ اللہ کو پانے کا۔ ہر راستے کی اپنی مشکلیں اور رکاوٹیں ہوتی ہیں۔ کچھ دکھ سہ کر آگے بڑھ جاتے ہیں' کچھ دکھ سہ کر پیچھے پلٹ آتے ہیں۔ کچھ ان رکاوٹوں سے خائف ہوجاتے ہیں' کچھ ان رکاوٹوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔ تم بھی خائف ہوچکی ہو۔"

"میں کھانا کھانا چاہتی ہوں۔" اس نے کہا تو موسیٰ نے اٹھ کر اس کے ہاتھ کھول دیے۔ وہ خاموشی سے کھانا کھانے لگی۔ کمرے میں خاموشی پیام امن کی طرح پھیل گئی۔ ناکافی روشنی "کیفیت" کے زیر اثر تھی۔ موسیٰ سر جھکا کر بیٹھا موم بتی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کھانا کھا چکی تو اس نے موم بتی کی روشنی گل کردی۔

"تم دیکھ سکتی ہو کہ کس قدر اندھیرا ہوگیا ہے۔ جب انسان بھٹک جاتا ہے تو وہ خود کو ایسے ہی اندھیرے کے سپرد کردیتا ہے۔ ایمان کمزور ہوجائے تو یہ اندھیرا چار اطراف سے گھیر لیتا ہے۔ پھر کچھ دکھائی نہیں دیتا' کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ حتیٰ کہ انسان خود کو بھی نہیں دیکھ سکتا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ کسی بھی چیز سے الجھ کر گر جاؤ گی' کسی گڑھے میں خود کو پھنسالو گی۔ اس اندھیرے کا سراسر نقصان صرف تمہیں ہی ہوگا۔"

موسیٰ نے موم بتی کو روشن کردیا۔

"دیکھو روشنی کتنی ہی مدھم ہو وہ اندھیرے کو شکست دیتی ہے۔ تم جتنی روشنی بڑھاتی جاؤ گی' اتنی ہی تمہاری بینائی کام کرتی جائے گی۔ ایمان روشنی ہوتا ہے سیبل یہ ہم پر ہر حقیقت واضح کرتا ہے۔ میں شدت پسند ہوں نہ میرا تبلیغ کا ارادہ تھا۔ میں نے اتنا ضرور کیا کہ تمہارے ہوش میں آنے پر تمہیں فریڈرک کے بارے میں یہ سب فوراً" نہیں بتادیا۔ تمہیں یقین آتا نہ آتا مجھے بتادینا چاہیے تھا۔ میرا خیال تھا کہ تم حالات کو اپنے لیے جتنا سنگین سمجھ لو گی' ان کی حقیقت کھلنے پر تم اتنا ہی سکون محسوس کرو گی۔ آئندہ تم شکوک و شبہات کا شکار ہونے سے پہلے حقیقت کو جاننے یا حقیقت کے کھل جانے کا انتظار کرو گی۔ تم واویلا نہیں کرو گی۔ متنفر نہیں ہوگی۔ مجھے حق تو نہیں لیکن یہ میری' تمہارے لیے حکمت عملی تھی۔ جو کچھ میں اب تک کہہ چکا ہوں وہ سب سچ ہے۔" گڈریے کے سے حلیے والا موسیٰ نظریں جھکائے کہہ رہا تھا۔

"اگر تمہارا وعظ ختم ہوگیا ہے تو تم یہاں سے جاسکتے ہو۔ اگر یہ سب سچ ہوا تو بھی تمہاری مدد لینے سے بہتر میں مرنا پسند کرتی۔"

"تم نے میری مدد نہیں لی... خدا نے تمہاری مدد کی ہے۔"

"میں دیکھنا چاہوں گی تمہاری حقیقت کیا ہے۔"

"ہماری حقیقت یہ ہے سیبل! کہ ہم خدا کے بندے ہیں۔ اچھے یا برے' مومن یا کافر... ہر حال میں اس کے ہیں۔ وہ "رب البشر" ہے اور ہم صرف بشر۔ وہ ہمارا مالک ہے اور ہم اس مالک کے۔ یہ ہی حقیقت ہے۔ ہمیں اس حقیقت کی فرماں برداری کرنی چاہیے۔"

"مجھے خاموشی چاہیے۔"

"رات گہری ہونے پر تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔ میں اپنی بہن کے گھر انہیں نہیں بلا سکتا تھا۔ اس علاقے میں ان کے آنے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلے گی۔"

"کن کے آنے کی؟"

☆ ☆ ☆

"پہاڑوں اور درختوں پر مسلط رات اصحاب الیمین کی عبادت کی گواہ تھی۔"

موسیٰ گاڑی چلا رہا تھا اور اس کے ساتھ آگے ایک

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور آدمی بیٹھا تھا' جسے وہ ہوٹل میں دیکھ چکی تھی۔ انہوں نے ایک بار پھر سے سیبل پر کچھ کمبل ڈال دیے تھے اور اس پر کچھ سامان رکھ دیا تھا' جس کے نیچے وہ دبی ہوئی تھی۔

"بڑے مصائب سے بچانے کے لیے کبھی چھوٹے مصائب سے گزارا جاتا ہے۔ پہاڑ نہ آگرے' اس لیے مٹی کے ڈھیلوں کو سر پر اٹھانا پڑتا ہے۔"

جب گاڑی رکی تو اسے جلدی سے باہر نکال کر دوسری گاڑی میں بٹھا دیا گیا۔ موسیٰ بھی آگے آکر بیٹھ گیا تھا۔ گاڑی میں امریکی سفارت خانے کے لوگ تھے۔ ایک آفیسر نے موسیٰ کا بیان لینا شروع کر دیا۔ پھر اس نے موسیٰ کی تصویر بنائی۔ راستے میں وہ گاڑی سے اتر گیا۔

"تم میری انگلیاں چبانا چاہتی تھیں' میری گردن دبوچنا چاہتی تھیں۔" گاڑی سے اترنے سے پہلے اس نے پیچھے گردن موڑ کر سیبل سے کہا۔ سیبل نے منہ پھیر لیا اور وہ گاڑی سے اتر گیا۔

سامان کے نام پر اس کے پاس ام ہانی کا دیا ایک سوٹ تھا۔ سفارت خانے کی رہائش گاہ کے واش روم میں اس نے کافی وقت لگایا اور ام ہانی کا دیا سوٹ پہن لیا۔ سفارت خانے نے ضروری کارروائی کی اور ایک ہفتے کے اندر اندر اسے واپس بھیج دیا۔ موسیٰ اس کے کاغذات انہیں دے گیا تھا۔ امریکہ میں اس کے لیے نسبتاً" محفوظ رہائش کا بندوبست کر دیا گیا تھا' کچھ عرصہ اسے وہیں رہنا تھا۔ فریڈرک امریکہ آیا ہی نہیں تھا۔ وہ اب پولیس کی ہٹ لسٹ پر تھا۔ وہ جتنا کچھ فریڈرک کے بارے میں جانتی تھی' اس نے سب متعلقہ اداروں کو بتا دیا تھا۔ اس نے اپنے اور اس کے تعلق کے بارے میں کچھ نہیں چھپایا تھا۔ چند مہینے وہ ان مسائل میں گھری رہی' پھر حالات ٹھیک ہونے لگے۔

کچھ عرصے بعد اس نے واپس اپنے گھر جانا چاہا اور متعلقہ ادارے نے اسے اجازت دے دی۔ اس نے یونی ورسٹی میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔ یوکرائنی لڑکیاں چلی گئیں تو اس نے کسی اور کو کرایہ دار نہیں رکھا۔ وہ گھر کو ویسا ہی دیکھنا چاہتی تھی جیسا وہ پہلے تھا۔ اس نے گھر کی دیواروں کو پھر سے پہلے جیسا کرنا شروع کر دیا۔ ہفتے کے اختتام پر وہ ان دیواروں پر سفید پینٹ کرتی۔ کبھی کبھی وہ رات کو گھر کی روشنیاں گل کر کے صرف ایک موم بتی روشن کر کے بیٹھ جاتی' وہ ماں کا انتظار کرتی۔ گھر کے اطراف چہل قدمی کرتی اور ان درختوں کے پاس خاموش کھڑی ہو جاتی جن سے کبھی ماں نے رازونیاز کیے تھے۔ مٹی کے بت بنانے اس نے چھوڑ دیے تھے۔ کبھی کبھار رات کو وہ مسز ایم پیکی کے پاس چلی جاتی' ان سے باتیں کرتی' وہ اسے کھانا ساتھ کھانے کی دعوت دیتیں۔ دونوں مل کر ٹی وی دیکھتیں۔ ان کے بیٹے کے ساتھ وہ ویڈیو گیم کھیل لیتی۔ فارغ وقت میں اس نے کتابیں پڑھنی شروع کر دی تھیں۔ پبلک لائبریری میں اس کے کچھ نئے دوست بننے لگے تھے۔ کبھی کبھی وہ قبرستان ماں کے پاس جانے لگی تھی۔ ماں نے بھی موم بتی لے کر بدروح بن کر آنا چھوڑ دیا تھا۔

"موسم بہار آگیا۔"

اس نے احمت اور احد کے نام دو الگ الگ خط لکھے' جس میں اس نے ماں کے بارے میں سب لکھ دیا۔ پھر اس نے اپنی ویڈیو ریکارڈنگ کی اور انہیں بھجوا دی۔ اس نے پھر سے ان سے ماں کے لیے معافی مانگی تھی۔ اس نے ان سے ایک اور ملاقات کی درخواست کی تھی۔

"ایک گناہ گار کو معافی اتنی شدت سے مطلوب ہے تو خدا کو معاف کر دینے کی قدرت رکھنے والے کی نیکی کس قدر عزیز ہوگی۔ ماں کے گناہ کو معاف کرنے کا اختیار آپ کے پاس ہے تو اس کا اجر اللہ کے پاس ہے۔ اللہ کے اجر کو سمیٹ لیں۔"

اس نے خط کے آخر میں لکھا اور ویڈیو کے آخر میں کہا۔

دیوار کی کیل سے لٹکتی ماں کی نشانی (جو اس نے سنبھال کر رکھی ہوئی تھی) کو ایک بار اس نے اپنے ہاتھ میں لیا اور ہونٹوں سے چوم کر آنکھوں سے لگا لیا۔ اس حالت میں اس نے کئی گھنٹے گزار دیے اور پھر وہ پھوٹ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

پھوٹ کر رونے لگی۔

"ماں.... میری ماں.... پیاری ماں...."

ماں کے مرنے پر وہ اب روئی تھی۔ تین دن سوگ کا اہتمام اس نے اب کیا تھا۔ صبح سے شام تک وہ گھر میں جگہ بدل بدل کر روتی رہی۔ اس میز پر اس نے اپنا سر رکھ لیا' جس پر ماں اپنی آخری سانسیں لے چکی تھی۔

"وہ دعائیں مجھے ہی مانگنی تھی ماں.... بار بار مانگتی تھی.... مجھ پر فرض تھا اور تمہارا حق تھا۔"

اسی میز کے ساتھ بیٹھ کر وہ ہاتھ اٹھا کر ماں کے لیے دعا کرتی۔

"ایسا ہو نہیں سکتا کہ اللہ سے توبہ کی جائے اور وہ معاف نہ کرے۔ ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ گناہ پر شرمندہ ہوا جائے اور گناہ پھر بھی اپنی جگہ اسی حالت میں موجود رہے۔"

"موسم بہار نے موسم خزاں کے لیے نشست خالی کردی۔"

اس نے احمت اور احد کو پھر سے خط لکھے۔

"جتنا برا ماں نے کیا' اس سے کہیں زیادہ برا انہوں نے بھگت لیا۔ ماں اپنے پیاروں کے ساتھ نامہربان ہوئی تو وہ خود کے ساتھ بھی مہربان نہیں رہ سکی۔ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک کر روئی کے گالے بن کر اڑ جائیں گے۔ پھر توبہ کرنے پر گناہ کیسے قائم رہ سکیں گے؟ سمندر گناہوں سے سیاہ ہو جائیں تو بھی توبہ کے دھارے میں بہہ کر نور ہو جائیں گے۔"

جو چند نئے دوست اس نے بنائے وہ ان کے گھر جانے لگی' انہیں اپنے گھر بلانے لگی۔ انہیں ماں کے بارے میں بتاتی۔ ماں سے سنی کچھ باتیں انہیں سناتی۔

"جب تک ہم خیر کے دائرے میں رہتے ہیں' ہم ہر چیز سے برکت حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسے ہی ہم دائرے سے نکلتے ہیں' ہر چیز بے برکتی کر دیتے ہیں۔"

ایک چیز جو اس گھر میں موجود نہیں تھی' وہ تھی ماں کی تصویر۔ ماں نے کبھی تصویر نہیں بنوائی تھی۔ وہ تو شیشے میں اپنی شکل بھی نہیں دیکھتی تھی۔

"میرے ماں باپ میرے خواب میں آنا پسند نہیں کرتے' گھر سے بھاگتے ہوئے ان کی تصویر ساتھ لانا میں نے پسند نہیں کیا۔ تم اپنی ماں کو اچھی طرح سے دیکھ لو سیبل! ہو سکتا ہے پھر تم تو مجھے دیکھنا چاہو' لیکن میں تمہیں کہیں نظر نہ آؤں۔"

مرنے سے چند دن پہلے ماں نے اس کے کمرے میں آکر کہا تھا اور اس نے ماں کو کمرے سے نکل جانے کے لیے کہا تھا۔ اب وہ مسز پام پیکی کے پاس گئی۔ چند سال پہلے کرسمس پارٹی پر ان کے بیٹے نے اتفاقیہ ایک تصویر بنالی تھی۔ ماں کے مرنے کے بعد مسز پام پیکی اسے وہ تصویر دکھانے لائی تھیں' لیکن اس نے کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ وہ ان کے پاس گئی اور ان سے تصویر کو دیکھنے کی درخواست کی۔ جب وہ تصویر اس کے ہاتھ میں آئی تو وہ اس پر ہاتھ پھیرتی رہی۔

"ماں.... میری ماں...."

عقیدت روپوشی سے نکل آئی اور ماں پر جھک جھک گئی۔ محبت گوہر نگار ہوئی اور "ماں" پر نثار ہوئی۔ ماں کو سینے سے لگا کر اس پر سر رکھ کر وہ دیر تک راز و نیاز کرتی رہی۔

"اپنے تنہا رہ جانے کے احساس نے مجھے تکلیف کے ان بیابانوں سے روشناس کروا دیا ہے' جس میں تم بھٹکتی رہی تھیں ماں...."

ایک دن وہ کھڑکی کے پاس بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی کہ دیوار پر ٹنگی ماں کی تسبیح ہلنے لگی۔ ہوائیں بارش کی آمد کا پیام ارسال کرنے لگیں۔ آنسو ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے گرنے لگے۔ آسمان نے قاصد بننا پسند کیا اور بوندوں کے سپرد الہام کیا۔ وہ رونے لگی' حق الیقین.... بھیگنے لگا۔ وہ زار و قطار رونے لگی۔

"ہاں....! میرا دل ٹوٹ گیا تھا کہ تکلیف میں مجھے خدا نے اکیلا چھوڑ دیا۔ خدا نے مجھے دور ہو جانے دیا۔ خدا نے مجھے بچھڑ جانے دیا۔"

اشک آسمان کے سینے سے جا لگے۔

"جو بھٹک جاتا ہے' وہ اپنی روشنی بجھا دیتا ہے۔"

ایک دن یونی ورسٹی میں وہ گھاس پر بیٹھی کچھ نوٹس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

پر کام کر رہی تھی کہ اس کا قلم رک گیا اور کاغذ اس کے گھٹنوں پر پھڑپھڑانے لگے اور وہ گھٹنوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔

"ہاں موسیٰ! مجھے ہر اس انسان پر غصہ تھا جو اللہ کو سینے سے لگائے ہوئے تھا' کیونکہ وہ انسان میں نہیں تھی۔"

خزاں رخصت ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

اس نے نوکری شروع کر دی تھی۔ وہ کافی مصروف رہنے لگی تھی۔ یونیورسٹی سے وہ نوکری کے لیے چلی جاتی تھی۔ ہفتے کے اختتام پر کسی نہ کسی دوست کے ساتھ چلی جاتی یا انہیں بلا لیتی تھی۔ اس نے اپنے دوستوں کو اپنے ماضی کے بارے میں بہت کچھ بتا دیا تھا۔ وہ انہیں گزائیہ گاؤں میں ہونے والے واقعات کے بارے میں بھی بتا چکی تھی۔ اسے اب تکلیف دہ چیزوں سے بھاگنے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ وہ ڈرتی بھی تھی تب بھی صاف گوئی کا مظاہرہ کرتی تھی۔ اگر وہ سچ نہیں بول سکتی تھی تو وہ جھوٹ بھی نہیں بولتی تھی۔ وہ خاموش ہو جاتی تھی۔ اس کی زندگی مختلف طریقے سے شروع ہوئی تھی' بہت سارے لوگوں کی ہوتی ہو گی' بہتر تو یہ ہی تھا کہ وہ ابتدا کو ہی انجام نہ مان لے۔ ماں جن لوگوں کو اکثر گھر بلا لیتی تھی ان میں سے کئی لوگوں کو وہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس نے ان لوگوں کو ماں کی طرح ہی گھر بلا کر ان کی میزبانی کی اور انہیں ماں کی موت کے بارے میں بتایا۔ ماں جن اسکالرز کے پاس اکثر جایا کرتی تھی' وہ بھی ان کے پاس جانے لگی۔ ایک دن ہمت کر کے اس نے احمت کے گھر فون کیا۔ فون کسی عورت نے اٹھایا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ احمت کی بیوی ہے۔

"اللہ آپ کے نکاح کو بابرکت رکھے اور دونوں کے تعلق کو محبت کی فراخی نصیب کرے۔ آمین۔"

کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ ایک دن وہ اپنے لیے ناشتا بنا رہی تھی کہ اس کی شہادت کی انگلی جل گئی اور

مشہور مزاح نگار اور شاعر

انشاء جی کی خوبصورت تحریریں،

کارٹونوں سے مزین

آفسٹ طباعت، مضبوط جلد، خوبصورت گرد پوش

کتاب کا نام		قیمت
آوارہ گرد کی ڈائری	سفرنامہ	450/-
دنیا گول ہے	سفرنامہ	450/-
ابن بطوطہ کے تعاقب میں	سفرنامہ	450/-
چلتے ہو تو چین کو چلیے	سفرنامہ	275/-
نگری نگری پھرا مسافر	سفرنامہ	225/-
خمار گندم	طنز و مزاح	225/-
اُردو کی آخری کتاب	طنز و مزاح	225/-
اس بستی کے کوچے میں	مجموعہ کلام	300/-
چاند نگر	مجموعہ کلام	225/-
دل وحشی	مجموعہ کلام	225/-
اندھا کنواں	ایڈگر ایلن پو/ابن انشاء	200/-
لاکھوں کا شہر	او ہنری/ابن انشاء	120/-
باتیں انشاء جی کی	طنز و مزاح	400/-
آپ سے کیا پردہ	طنز و مزاح	400/-

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار، کراچی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.Paksociety.com

تکلیف کی شدت سے اس کی چیخ نکل گئی۔ بھاگ کر اس نے ٹوتھ پیسٹ اپنی انگلی پر لگایا۔ پھر کتنی ہی دیر وہ اپنی انگلی کو دیکھتی رہی۔ سر کھڑکی سے باہر نکال کر اس نے کھلے آسمان کو دیکھا اور کہا۔

"جب ہم دوسروں پر ظلم کرتے ہیں تو دراصل خود اپنے لیے ظلم بنتے ہیں۔" اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ "میں اللہ سے اپنے ظلم کی معافی چاہتی ہوں۔"

اس موسم بہار کو رخصت ہونے سے بھی کوئی نہیں روک سکا اور اس کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ اس کا متبرک سکون پردہ پوش ہوجاتا اور اس کی رومانی بینائی ریوڑ کی تلاش میں سرگرداں ہوجاتی۔ دنیا دھواں ہوجاتی' بروکلین جنگل ہوجاتا۔ ٹھنڈی ہوائیں اس کے دل پر قابض ہوگئیں اور وہ اپنا سینہ مسلنے لگتی۔ رات کو وہ نیند سے اٹھ کر ——— اندھیرے کمرے میں موم بتی جلا کر بیٹھ جاتی۔ کھانا کھاتے وہ نوالہ اپنے منہ تک لے جانا بھول جاتی۔ بس میں بیٹھ کر وہ اترنا بھول جاتی۔ کئی کئی دن تک اسے کپڑے بدلنے کا خیال نہ آتا۔ وہ راتوں کو جاگ کر گزار دیتی اور دن کو مصروف رہ کر۔ کتنی ہی بار دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتی اور پھر رونے لگتی۔ پھر بھی خزاں ویسے ہی قائم رہی۔ مسکراہٹیں خوابیدہ رہیں۔

"دھوپ کی قزح پر قوس کا ہر رنگ بے رنگ تھا۔ پھول پتے سب کے سب خزاں کی فرماں برداری میں مصروف تھے۔"

ایک دن وہ ایک اسکول کے باہر آئی۔ اس کے ہاتھ میں بہت سے غبارے تھے۔ اس نے چھٹی کے وقت نکلنے والے کئی بچوں کو روک کر اپنے پاس کھڑا کرلیا۔

"کیا تم میرے لیے دعا کرسکتے ہو؟" اس نے غبارہ دے کر ایک بچے سے کہا۔

"ہاں! لیکن پھر میں دو غبارے لوں گا۔"

"دعا کرو میری یاد اسے ایسے آئے کہ وہ فراموش نہ کرسکے۔" اس نے تین غبارے آگے کردیے۔

"کون ہے وہ۔؟"

"دعا کرو بھول جانے کے لیے ہی سہی اسے میرا نام یاد کرنا پڑے۔"

"کیا نام ہے اس کا؟"

"دعا کرو جو اچھا ہے' وہ مجھ بری کو بھی پسند کرنے لگے۔"

"آپ بری ہیں کیا؟"

"مجھ سے ملاقات کا خیال اس کے دل میں آئے اور وہ اس سے غافل نہ ہوسکے۔"

"کس سے....؟"

"دعا کرو۔ آخری بار ہی سہی۔ موسٹی' سیبل کے پاس آجائے۔"

کتنی ہی بار غبارے لے کر وہ بچوں کے پاس گئی۔ ایک بار اس خیال سے وہ رونے لگی کہ وہ شادی کرچکا ہوگا اور اپنے بچے کو ہوا میں اچھالتا ہوگا۔ اس خیال نے اس پر بڑا ظلم کیا اور وہ تکلیف سے کراہنے لگی۔ وہ لبنان جاسکتی تھی' ہوٹل سے اس کے بارے میں پوچھ سکتی تھی' لیکن وہ ایسا نہیں کرسکی۔ یہ خیال اس کے دل پر کندہ ہونے لگا کہ خدا کے پیارے موسٹی کو سیبل یاد نہیں ہوسکتی۔ وہ اسے پسند نہیں کرسکتا۔ اس یقین نے اسے اتنا زخم خوردہ کردیا کہ اندھیری راتوں میں اسے دن کے اجالے کی تمنا نہ رہی۔

☼ ☼ ☼

روشنی فانوس تھی جو دھوپ میں جلوہ نما تھی۔ جب یونی ورسٹی سے نکلتے اس نے اپنے پیچھے موسٹی کی آواز سنی۔

"السلام علیکم.... میں تم پر سلامتی بھیجتا ہوں سیبل....!"

ہاتھ میں پکڑی کتابیں یکدم ہی اس کے ہاتھ سے پھسل گئیں۔ وہ ایکدم سے اس کے پاس آکر انہیں اٹھانے لگا۔

"وعلیکم اسلام.... میں تمہاری سلامتی کا جواب سلامتی سے دیتی ہوں۔"

اس کی کتابیں ہاتھ میں لے کر وہ اس کے سامنے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کھڑا تھا۔ سیبل یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔
"میں تمہارے گھر گیا تھا۔ سفارت خانے والوں نے تمہارا پتا مجھے دے دیا تھا۔ خوش قسمتی سے وہی آفیسر مجھے مل گئے تھے جو تمہیں وہاں سے لے کر آئے تھے۔ میں کافی دیر تک تمہارے گھر کے باہر تمہارا انتظار کرتا رہا لیکن تم آئی نہیں۔ تمہارے گھر کے ساتھ والے گھر سے ایک خاتون باہر آئیں اور وہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئیں۔ انہوں نے ہی مجھے بتایا کہ تم اس وقت یونیورسٹی میں ہوتی ہو۔ رات کو بھی دیر سے واپس آتی ہو۔ انہوں نے یونیورسٹی کا نام اور پتا لکھ کر مجھے دے دیا کہ میں تم سے جا کر مل سکتا ہوں۔ یہ دیکھو یہی ہے نا؟ اس نے یونیورسٹی کے نام اور جگہ کے نام والا کاغذ اس کے سامنے کیا۔
سیبل مسکرا دی۔ "تم یونیورسٹی کے سامنے کھڑے ہو۔ یعنی یہ ایڈریس درست ہے۔"
"اوہ!" وہ گھبرا رہا تھا۔ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کی رکوع پذیر بھنوؤں سے دعائیہ کلام کی لہریں ورد بناتی نکلیں۔
سیبل کسی تاثر کے بغیر اسے دیکھ رہی تھی اور وہ ہاتھ میں پکڑی اس کی کتابوں کو دیکھنے پر مجبور ہو رہا تھا۔
"تم مجھے ڈھونڈ رہے تھے؟"
"تمہیں ڈھونڈنے کے لیے تمہیں گم کرنا ضروری تھا۔"
"پھر مجھے تم سے یہ پوچھنا چاہیے کہ تم یہاں کیوں آئے ہو موسیٰ؟"
"شاید تم میری کچھ مدد کر سکو۔ میں نے بہت کوشش کی کہ میں خود کو یہاں آنے سے روک سکوں۔ میں جانتا ہوں تم مجھے پسند نہیں کرتیں لیکن میں آخری بار ہی سہی تمہیں دیکھنے کی خواہش سے خود کو نہیں روک سکا۔"
زمین کی تہوں کی ساری کشش سیبل کے قدموں میں آ کر جامد ہو گئی۔
"جتنا میں نے تمہیں بھولنے کی کوشش کی، اتنا ہی تمہارا نام مجھے یاد ہوتا چلا گیا۔ تمہارے نام نے مجھ میں ایسے قیام کیا کہ ہر چیز پر میرا اختیار قائم رہا سوائے اس نام کو فراموش کرنے کے۔ تم سے ملنے سے خود کو روکنے کے لیے میں نے خود کو کسی درخت سے باندھ لینا چاہا، کسی غار میں چھپ جانا چاہا اور پھر بھی بے اختیار رہا۔"
سیبل نے اس کے ہاتھ سے اپنی کتابیں لے لیں۔ اسے اپنے ساتھ بینچ پر لے کر بیٹھ گئی۔
"میں نے اپنی ماں سے کہا کہ وہ میرے لیے دعا کرے کہ میں ایسے شخص کو بھولنے میں کامیاب ہو جاؤں جو مجھے پسند نہیں کرتا۔ جسے یہ گوارا نہیں ہو گا کہ دعاؤں میں موسیٰ اس کا نام لیتا ہے۔ میں نے ام ہانی سے کہا۔ اپنے دونوں بھائیوں سے کہا۔ ان بھائیوں کے بچوں سے کہا۔ میں اپنے استاد کے پاس گیا ان سے دعا کی گزارش کی۔ پھر ایک ایک کر میں نے اپنے سب دوستوں سے کہنا شروع کر دیا۔ اور پھر کزائیہ گاؤں میں کوئی ایسا آدمی نہیں بچا جس نے میرے لیے دعا نہ کی ہو۔ میں نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر خدا کو پکارنا چاہا، میں نے اس کے سامنے تمہارا نام لینا چاہا۔۔۔"
"کیا تم نے اللہ کے سامنے میرا نام لیا؟"
"ہاں لیا۔۔۔ سیبل کیا تم نے مجھے کوئی بددعا دی تھی؟"
"ہاں دی تھی لیکن اس سے پہلے میری ماں نے مجھے ایک دعا دی تھی۔۔۔"
"کیا؟" موسیٰ نے اس سوال کا جواب حاصل کرنا چاہا۔
"اللہ، سیبل کو اپنے پیاروں میں رکھے۔ اللہ! سیبل کو اپنا پیار عطا کرے۔" سیبل نے جواب دیا۔

☆

Downloaded From
Paksociety.com

ماڈل ---------- نیلم منیر
میک اپ ---------- روز بیوٹی پارلر
فوٹوگرافی ---------- موسیٰ رضا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY